عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد نمبر ۱۵ | ۲۴ تا ۳۰ ربیع الاول ۱۴۱۷ھ بمطابق ۹ تا ۱۵ اگست ۱۹۹۶ء | شمارہ نمبر ۱۱

اسلام میں عورت کے حقوق

رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی کا منافقانہ کردار

دس مدعیان نبوت

چیچنیا — امت کی آزمائش

حضرت عیسٰی علیہ السلام کے رفع و نزول کا عقیدہ

مرزا غلام احمد قادیانی کی تصریحات

قیمت: ۵ روپے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی (۶) نئی مطبوعات

مکمل سیٹ منگوانے پر خصوصی رعایت

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء جلد سوم

۶۰۰ صفحات

تالیف : مولانا اللہ وسایا صاحب

○ ۲۹ مئی ۱۹۷۴ء آغاز تحریک سے ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء اختتام تحریک تک صمدانی ٹریبونل کی مکمل تحقیقی رپورٹ ○ سانحہ ربوہ کی وجہ سے ملک گیر تحریک کی ہر شہر و قصبہ کی رپورٹیں ○ اہم شخصیات کے انٹرویوز ○ اخبارات و جرائد کی تمام خبریں، اداریے، رپورٹیں ○ تاریخی اشتہارات، نظمیں ○ کتاب کا مکمل اشاریہ

کمپیوٹر کتابت، عمدہ طباعت، سفید کاغذ، چار رنگا سرورق مجلد قیمت ؍۲۰۰

قومی تاریخی دستاویز (اُردو)

قومی اسمبلی میں قادیانی مقدمہ کی مکمل کارروائی

مرزا ناصر و صدر الدین - قادیانی و لاہوری دونوں گروپوں کے مرکزی سربراہوں پر ۱۹۷۴ء کی قومی اسمبلی میں ۱۳ دن جرح ہوئی جس کی مکمل تفصیلات (سوالاً وجواباً) اس میں شامل ہیں اس تحریر کو پڑھنے سے آپ کو محسوس ہوگا کہ براہ راست قومی اسمبلی کی کارروائی دیکھ رہے ہیں۔

کمپیوٹر کتابت، عمدہ طباعت، سفید کاغذ، مجلد، چار رنگا ٹائٹل لیمینیشن، صفحات ۴۰۰ سے زائد قیمت ؍۱۵۰ روپے

قادیانی عقائد کا انسائیکلوپیڈیا

قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ

جدید ایڈیشن

از: پروفیسر محمد الیاس برنی - ایم۔ اے، ایل ایل بی

کمپیوٹر کتابت پہلی بار۔ نئے حوالہ جات۔ اغلاط سے مبرا، سفید کاغذ، بہترین طباعت، مضبوط و عمدہ جلد - چار رنگا ٹائٹل۔ ایک تاریخی علمی دستاویز جس میں قادیانی تحریک کے عقائد و عزائم، مکمل تاریخ، قادیانیوں کی مذہبی و سیاسی قلابازیوں کی مکمل تفصیلات جس نے قادیانی تحریک کے چہرہ سے پردہ چاک کر دیا۔ صفحات ۱۱۶۴

قیمت ؍۳۰۰ روپے

مرزا قادیانی کی مستند سوانح حیات

رئیسِ قادیان

مولانا ابو القاسم رفیق دلاوری ؒ کے قلم سے

پہلی بار کمپیوٹر کتابت سے آراستہ و پیراستہ۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا خاندان اور مرزا جی کی پیدائش سے وفات تک اچھوتی و عمدہ تاریخی حقائق پر مشتمل مکمل سوانح۔ مرزا جی کے قول و عمل سے مزین علمی و تاریخی دستاویز۔ عمدہ کاغذ بہترین طباعت، مضبوط جلد - چار رنگا ٹائٹل، صفحات ۶۷۶

قیمت ؍۱۵۰ روپے

احتسابِ قادیانیت

ازقلم: مناظرِ اسلام مولانا لال حسین اختر

حضرت مناظر اسلام کے رد قادیانیت پر تمام رسائل کا مجموعہ

جدید حوالہ جات کا اضافہ - نئی کمپیوٹر کتابت

بہترین کاغذ - عمدہ طباعت - مضبوط جلد - رنگین ٹائٹل۔

صفحات ۳۰۰ قیمت ؍۱۰۰ روپے

تحفۂ قادیانیت (جلد دوم)

کاغذ و طباعت مثالی - بہترین کمپیوٹر کتابت

تالیف

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مضبوط جلد - چار رنگا ٹائٹل، صفحات ۴۰۰ سے زائد قیمت ؍۱۵۰

یہ جلد حضرت مصنف مدظلہ کے ۹ مقالات کا مجموعہ ہے۔ تاریخی، مذہبی، سیاسی مباحث پر مشتمل عمدہ علمی دستاویز ہے۔ درج ذیل عنوانات پر مقالات ہیں:

○ دارالعلوم دیوبند اور مسئلہ ختم نبوت ○ مسئلہ ختم نبوت اور مولانا نانوتوی ؒ ○ معرکۂ قادیان و لاہور ○ ظلی نبوت کا تارِ عنکبوت ○ پیام اقبال اور فتنۂ قادیانیت ○ مرزا طاہر کے جرمنی کے چیلنج کا جواب ○ ربوہ سے تل ابیب تک ○ ربوہ سے تل ابیب تک کے جواب کا جواب الجواب ○ مرزا قادیانی کے وجوہ ارتداد (سپریم کورٹ جنوبی افریقہ میں تحریری بیان) —— فتنۂ قادیانیت کو سمجھنے کے لئے بہترین کتاب۔

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

مکمل سیٹ پر چالیس فیصد رعایت و وی پی نہ ہوگی و پوری رقم کا پیشگی آنا ضروری ہے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY
KHATME NUBUWWAT
KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ
ختم نبوۃ

۲۲ تا ۳۰ ربیع الاول ۱۴۱۷ھ
مطابق ۹ تا ۱۵ اگست ۱۹۹۶ء

جلد نمبر ۱۵
شمارہ نمبر ۱۱

REGD. NO. SS-160

سرپرست
حضرت مولانا خواجہ خان محمد زید مجدہ

مدیر اعلیٰ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مدیر مسئول
عبدالرحمن باوا

مجلس ادارت
مولانا عزیز الرحمن جالندھری ○ مولانا اللہ وسایا
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر ○ مولانا منظور احمد حسینی
مولانا محمد جمیل خان ○ مولانا سعید احمد جلالپوری

مدیر
حسین احمد نجیب

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

ڈیزائننگ
ارشد دوست محمد

اس شمارے میں

اداریہ	۳
اسلام میں عورت کے حقوق	۷
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع و نزول کا عقیدہ	۱۰
دس مدعیان نبوت	۱۳
رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کا منافقانہ کردار	۱۷
بیبینیا۔ امت کی آزمائش	۱۸
قادیانی مذہب۔ ایک تحقیقی اور تنقیدی جائزہ	۱۹
حکومت کو مداخلت فی الدین کی اجازت نہیں دی جاسکتی	۲۲
مرزا غلام احمد قادیانی کی کہانی۔ تاریخی حقائق کی زبانی	۲۴

قیمت ۵ روپے

بیرون ملک چندہ
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۴۰ ڈالر امریکی ○ یورپ اور افریقہ ۳۰ ڈالر امریکی
○ متحدہ عرب امارات و انڈیا ۲۰ ڈالر امریکی
بینک ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت۔ الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ اکاؤنٹ نمبر ۳۰۴۳ کراچی پاکستان ارسال کریں

اندرون ملک چندہ
سالانہ ۲۵۰ روپے
ششماہی ۱۲۵ روپے
سہ ماہی ۶۵ روپے

مرکزی دفتر
حضوری باغ روڈ ملتان فون 514122_583486
فیکس 542277

رابطہ دفتر
جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی
فون 7780337 فیکس 7780340

LONDON OFFICE
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PHONE: 0171-737-8199.

پبلشر عبدالرحمن باوا ۔ طابع سید شاہد حسن ۔ مطبع القادر پرنٹنگ پریس ۔ مقام اشاعت ۳۰۔ نیو رضا ٹاؤن کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نور خدا ہے کفر کی حالت پہ خندہ زن!

قادیانیوں نے پاکستان سے اپنا مرکز لندن منتقل کرلیا تھا۔ گمان تھا کہ ان کے سرپرست و آقا انگریزوں کے ملک میں قادیانیت کو پھلنے پھولنے کے پورے مواقع میسر آئیں گے کیونکہ قادیانیوں کی تبلیغ کا سارا زور مسلمانوں کو مرتد بنانے پر ہی صرف ہوتا ہے اور یورپ میں بسنے والے مسلمان چونکہ دین سے کماحقہ واقف نہیں ہوتے اور پھر مغربی تہذیب کی مادر پدر آزادی میں پلنے والے نوجوان بڑی آسانی سے زن و زر کے جال میں شکار کئے جاسکیں گے۔ علماء امت نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نظام کے تحت شب و روز کی محنت سے قادیانیوں کے اس خواب کے تار پود بکھیر دیئے۔ پھر ایسی معلومات آنے لگیں کہ قادیانی مرکز لندن سے جرمنی منتقل کیا جارہا ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے جرمنی کے مسلمانوں کو قادیانیت سے آگاہ کرنے کے لئے وہاں مستقل تعلیمی و تبلیغی نظام قائم کرکے قادیانی ارتدادی فتنہ پھیلنے کے تمام راستے مسدود کردیئے۔ اب قادیانی ذرائع کے مطابق افریقہ کی سرزمین قادیانی ارتدادی مہم کا نشانہ بنی ہوئی ہے قادیانیوں کے اکتیسویں سالانہ جلسہ منعقدہ ٹلفورڈ لندن میں قادیانی ذرائع کے مطابق:

> افریقہ کے ممالک گھانا' سیرالیون اور سینیگال اور دیگر ممالک سے آنے والے مقتدر شخصیات نے بھی تقاریر کیں۔ ڈاکار سینیگال سے آمدہ احمدی پانچ رکنی ممبران پارلیمنٹ کے وفد کی قیادت ڈپٹی اسپیکر پارلیمنٹ کررہے تھے۔ انہوں نے اپنے خطاب میں بتایا کہ سینیگال کی پارلیمنٹ کے ۲۸ ارکان خدا کے فضل سے احمدی ہیں اور ان میں سے آٹھ کے پاس حکومت کے اہم قلمدان ہیں۔ گھانا اور دیگر افریقن ممالک سے شامل ہونے والے احمدی پیراماؤنٹ چیفس نے اپنے رنگارنگ قومی لباسوں میں ملبوس حاضرین جلسہ سے خطاب کیا اور اپنے اپنے علاقوں میں احمدیت کے ذریعے روحانی و اخلاقی ترقیات کا تذکرہ کیا۔ سیرالیون کے وفد کے سربراہ نے بتایا کہ گزشتہ ایک سال کے دوران ان کے دو لاکھ ساٹھ ہزار ہموطنوں نے احمدیت یعنی حقیقی اسلام کو قبول کیا ہے۔ اسی طرح گھانا کے وفد کے سربراہ نے بھی انکشاف کیا کہ گزشتہ سال دو لاکھ چھبیس ہزار گھانین احمدیت میں داخل ہوئے۔

اس اطلاع کے بین السطور میں یہ خدشہ محسوس ہورہا ہے کہ مرزا طاہر اور قادیانی جماعت اپنے ازلی سرپرستوں کے ملک میں مایوسی کا شکار ہوکر اور پسپائی اختیار کرکے افریقہ میں اپنا مرکز منتقل کرنے کے لئے پرتول رہے ہیں۔ قادیانی ایک اسلامی فرقہ کی حیثیت سے مسلمانوں میں اپنا تعارف کرواتے ہیں اور دینی تعلیمات سے کماحقہ واقفیت نہ ہونے کے سبب بہت سے مسلمان انہیں مسلمان سمجھ کر ان کے ساتھ ہولیتے ہیں جس کی قادیانی خوب تشہیر کرتے ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا لندن آفس یورپ و افریقہ کے امور کی نگرانی کرتا ہے۔ ان شاء اللہ افریقہ کی طرف پوری توجہ دے گا اور افریقی مسلمانوں کے سامنے قادیانیت کی اصلی حقیقت تشت ازبام کرکے افریقہ کے ملک مالی کے مسلمانوں کی طرح دیگر ممالک کے مسلمانوں کی بھی قادیانی ارتدادی فتنہ سے حفاظت کا انتظام کرے گا۔

لندن کے جلسہ میں مرزا طاہر نے بتایا کہ گزشتہ ایک سال میں سولہ لاکھ سے زائد افراد بیعت کرکے قادیانی ہوئے۔ اور دنیا میں ۵۶۰ مراکز قادیانیت کی تبلیغ کے لئے کام کررہے ہیں جن میں ۸۹۱ مرکزی مبلغین خدمت ارتداد پر مامور ہیں۔ اب تک ۵۱ زبانوں میں قرآن کریم کے قادیانی ترجمے ہوچکے ہیں اور ۲۰۰۰ء تک ایک سو زبانوں میں ترجمے شائع کئے جائیں گے۔ ایم ٹی اے چوبیس گھنٹے قادیانی نشریاتی تبلیغ میں مصروف ہے۔ ہماری معلومات کے مطابق کمپیوٹر نیٹ ورک سے بھی قادیانی نشریات کا

سلسلہ جوڑ دیا گیا ہے۔ دنیائے کفر' اسلام دشمنی میں قادیانیت کی بھرپور پشت پناہی کر رہی ہے لیکن یہ حقیقت ان کے عقل و فہم سے بالاتر ہے کہ اسلامی قیامت تک حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے خود لے رکھا ہے اور حفاظت اسلام کے لئے سعی و جہد کرنے والے افراد اور جماعتیں تکوینی امر کی انجام دہی کے صرف اسباب ظاہری کا درجہ رکھتے ہیں اس لئے اسلام میں خرابی ڈالنے یا اس کو مٹا دینے کا تو ذرہ برابر خطرہ نہیں ہو سکتا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مساعی کا بنیادی نقطہ مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت ہے یہی وجہ ہے قادیانی ساحر' کافر فرعونی طاقتوں کی تمام تر پشت پناہی اور سائنسی و فنی معاونت کے ذریعے لاکھوں رسیوں کے سانپ بنا کر میدان عالم بھر دیں عصائے موسوی سب کو " تلقف " کے عمل سے گزار دے گا۔ اسلام زندہ دین ہے جو حقانیت کے دلائل و براہین کے ساتھ قیامت تک زندہ رہے گا۔

نور خدا ہے کفر کی حالت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

مولانا مفتی محمد اکمل رحلت فرما گئے

اناللہ وانا الیہ راجعون۔

دارالعلوم دیوبند کے مایہ ناز فرزند اور استاذ' دارالعلوم احتشامیہ جیکب لائن کراچی کے رئیس مفتی مولانا مفتی محمد اکمل بروز بدھ ۱۰ جولائی ۹۶ء اس دار فانی سے دار البقاء تشریف لے گئے اناللہ وانا الیہ راجعون۔ جو بھی ذی روح اس دنیا میں آتا ہے اس نے ایک دن ضرور اس دنیا سے عالم برزخ کی طرف منتقل ہونا ہے۔ بس جس نے اس دار امتحان کو مسافر خانہ سمجھ کر اگلی منزل کی تیاری کی وہ کامیاب و کامران واپس لوٹ گیا اور جس نے اس دار امتحان کو ہی منزل سمجھ لیا تو آخرت میں ان کے لئے خسارہ ہی خسارہ ہے۔

حضرت مولانا مفتی محمد اکمل صاحب (جن کو رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہوئے قلم لرزتا ہے) ۱۳۳۴ھ ہجری مطابق ۱۹۱۶ء میں ہندوستان کے ایک قصبہ گلاؤٹھی میرٹھ میں پیدا ہوئے۔ مدرسہ منبع العلوم (جس کی بنیاد حجتہ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمتہ اللہ علیہ نے رکھی تھی) میں آپ نے ابتدائی تعلیم حاصل کی بعد ازاں حسب معمول تعلیم کے لئے دارالعلوم دیوبند تشریف لے آئے۔ حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ کے کون سے شاگرد تھے جن کو حضرت رحمتہ اللہ علیہ سے عشق نہ تھا لیکن مفتی محمد اکمل صاحب کو حضرت مدنی رحمتہ اللہ علیہ سے ایک خصوصی نسبت بھی تھی جس کا اظہار ان کی گفتگو سے عام طور پر ہو جاتا تھا اور ان کے بڑے بھائی مولانا محمد اصلح الحسینی تو حضرت مدنی رحمتہ اللہ علیہ کے خدام میں سے تھے۔ مفتی محمد اکمل صاحب اور مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی ولی حسن صاحب کی تعلیم کا زمانہ تقریباً" ایک ہی ہے لیکن مفتی محمد اکمل صاحب نے حضرت مفتی ولی حسن صاحب سے قبل دورہ کیا۔ فراغت کے بعد بھوپال دارالقضاء تشریف لے گئے وہاں حضرت گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ کے تلامذہ مولانا محمد اسلم مراد آبادی اور قاضی محمد حسن مراد آبادی سے افتاء میں خصوصی تربیت حاصل کی بعد ازاں مدرسہ امینیہ دہلی میں مدرس کی حیثیت سے تشریف لے گئے۔ آپکو تدریس کا خصوصی ملکہ تھا اس لئے جب دارالعلوم دیوبند میں مدرس کی ضرورت محسوس ہوئی تو آپ کو اساتذہ کرام نے دارالعلوم دیوبند طلب کر لیا اور آپ نے اس سال دارالعلوم دیوبند میں تدریسی فریضہ انجام دیا۔ اسی دوران حضرت مولانا راشد مدنی ... نے آپ ... استفادہ کیا۔ شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمتہ اللہ علیہ کی وفات کے بعد آپ ۱۹۶۱ء میں پاکستان تشریف لائے اور کراچی کو اپنا مسکن بنایا۔ کراچی میں آپ مولانا ... الحق تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کے مدرسہ دارالعلوم ٹنڈوالہ یار سے متعلق ہو گئے اور دارالافتاء جیکب لائن جامع مسجد میں آپ رئیس المفتی کی حیثیت سے کام کرنے لگے۔ ۱۹۶۱ سے وفات تک ۳۷ برس آپ نے اسی منصب پر اپنی زندگی گزار دی اور آخر کار آپ کی نماز جنازہ اسی مسجد میں ادا کی گئی اور عزیز آباد کے قبرستان میں آپ مدفون ہوئے۔ حجتہ الاسلام حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمتہ اللہ علیہ کی کتابوں کو سمجھنے والے بہت کم علماء کرام پائے گئے۔ مفتی محمد اکمل صاحب ان علماء کرام میں شامل تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے تصانیف حضرت نانوتوی رحمتہ اللہ علیہ کی تفہیم عطا فرمائی تھی۔ آپ کی رحلت علماء کرام کے لئے ایک عظیم صدمہ ہے اللہ تعالیٰ حضرت مفتی صاحب کی قبر مبارک پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

اخبارِ ختم نبوت

قادیانیوں کا مکمل بائیکاٹ کرنا ہر مسلمان کا مذہبی فریضہ ہے' مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

حکومت قادیانیوں کی اسلام دشمن سرگرمیوں پر پابندی عائد کرے۔ علامہ ڈاکٹر خالد محمود

گستاخان رسولؐ کو نواز کر حکمران خود گستاخی رسول کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ علامہ حمادی

آنحضرتؐ کے بعد مدعی نبوت' دجال و کذاب' دائرہ اسلام سے خارج اور واجب القتل ہے۔ مولانا رحمانی

گزشتہ دنوں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹنڈوم آدم کے زیر اہتمام جوہر آباد میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے جنرل سیکریٹری حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے کہا کہ سلسلہ نبوت و رسالت ہمارے نبی کریمؐ محمد عربی ﷺ کی ذات اقدس پر ختم ہوچکا ہے۔ آپؐ اللہ تعالیٰ کے آخری پیغمبر ہیں۔ آپ کے بعد قیامت تک کسی انسان کو عہدہ نبوت سے سرفراز نہیں کیا جائے گا۔

انہوں نے کہا کہ مرزا قادیانی نے ہندوستان میں انگریز کے اشارہ سے نبوت و رسالت کا دعویٰ کرکے اہل اسلام کے مذہبی جذبات کا امتحان لیا۔ انہوں نے کہا کہ قادیانیت کا اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ فتنہ قادیانیت کو انگریز نے اپنے سیاسی مقاصد کی خاطر جنم دیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ ایمانی غیرت کا تقاضا ہے کہ ہر مسلمان مذہبی بیداری کا ثبوت دیتے ہوئے قادیانیوں کا مکمل بائیکاٹ کرے۔

مولانا ڈاکٹر علامہ خالد محمود سومرو نے کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانی ایک گہری سازش کے تحت صوبہ سندھ کے جنوبی علاقوں میں سرعام اسلام دشمن سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔ جس سے پھر آئے دن مسلمانوں کے مذہبی جذبات مشتعل ہوتے رہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ حکومت کا فریضہ ہے کہ وہ قادیانی اقلیت کو لگام دے کر قانون کا پابند بنائے بصورت دیگر۔ صوبہ سندھ میں مسلمانوں کا ردعمل قادیانیت کے تابوت میں آخری کیل ثابت ہوگا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا علامہ احمد میاں حمادی نے کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اس وقت تمام اسلام دشمن طاقتوں کی پشت پناہی قادیانیت کو حاصل ہے۔ آج قادیانی ایک گہری سازش کے تحت قرآن مجید کی بے حرمتی اور توہین رسالتؐ جیسے واقعات کروا کے ملکی حالات کو اپنے غیر ملکی آقاؤں کے اشارہ پر خراب کرنے کی بھرپور کوشش میں مصروف ہیں۔ حال ہی میں جس کی بے شمار مثالیں سامنے آچکی ہیں۔ اور جب مجرموں کے خلاف پرچہ درج کرایا گیا تو انتظامیہ کے اعلیٰ حکام نے دباؤ ڈال کر یہ مقدمہ ختم کرا دیا۔ انہوں نے کہا کہ حکمرانوں کا یہ طرز عمل گستاخ رسول کے لئے نرم گوشہ رکھنے کے ساتھ خود گستاخی رسول کے زمرہ میں آتا ہے۔ مولانا حمادی نے کہا کہ انشاء اللہ جب تک ختم نبوت کا ایک بھی رضاکار زندہ ہے قادیانیت کا تعاقب جاری رہے گا۔

مولانا مفتی حفیظ الرحمان نے کہا کہ آنحضرتؐ کے بعد نبوت کا مدعی دجال و کذاب ہے اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ وہ اسلامی قانون کے مطابق واجب القتل ہے۔

انہوں نے تفصیل کے ساتھ قرآن و حدیث کی روشنی میں مسئلہ ختم نبوت بیان کیا۔ مولانا نذر عثمانی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانی اپنی نام نہاد مظلومیت کا غلط پروپیگنڈہ کرکے وطن عزیز کو بدنام کرنے کی ناکام سازش میں مصروف ہیں۔ کانفرنس سے مولانا عبدالقدیر لند تحریر کرتے ہوئے کہا کہ تحفظ ناموس رسالت کا عظیم مشن جو امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے شروع کیا تھا۔ تاقیامت جاری رہے گا۔ مولانا ابو طلحہ راشد مدنی نے کہا کہ حکمرانوں نے گستاخان رسولؐ کے مقدمات کو ختم کرکے گستاخان رسول کی حوصلہ افزائی کی ہے اور یہ کوئی ایک بہت بڑا سنگین جرم ہے۔

کانفرنس سے حافظ حسین احمد مدنی' پنوعاقل' حافظ محمد رفیق سانگھڑ' حافظ منظور احمد اور جناب محمد اعظم اور دیگر علماء کرام نے بھی خطاب کیا اسٹیج سیکریٹری کے فرائض ابو طلحہ راشد مدنی نے انجام دیئے۔

مولانا قاری محمد طیب

اسلام میں عورت کے حقوق

عورت بہت زیادہ کمزور صنف ہے مرد کو اللہ نے قوت بخشی ہے۔ عورت میں وہ قوت نہیں ہے۔ نہ معنوی قوت اتنی ہے نہ ظاہری۔ بدن کے اعتبار سے بھی عورت بہ نسبت مرد کے کمزور ہے اور اندرونی قوتوں عقل و فراست دونوں کے لحاظ سے بھی مرد سے کمزور ہے۔ تو یہ ایک ناتواں اور ضعیف صنف ہے۔ اسلام نے اس کو اتنا ابھارا' اتنا سہارا دیا کہ اسے احساس پیدا ہو کہ میں کمزور ہوں' شروع سے ابھارنا شروع کیا۔

عورت پر تین ہی حالتیں گزرتی ہیں۔ ایک اس کا بچپن ہے جو وہ اولاد کے درجے میں ہوتی ہے ماں باپ سرپرست ہوتے ہیں۔ دوسرا درجہ جوانی کا ہے جب اس کا نکاح ہو جاتا ہے تو خاوند کے ماتحت آجاتی ہے۔ اور تیسری حالت یہ ہے کہ اس کی اپنی اولاد سامنے ہو۔ تو ایک خود بیٹی ہے' اور ایک بیٹوں کی ماں بن جائے اور خاوند کی بیوی بنے۔ ان تینوں حالتوں کے اندر اسلام نے اسلام ابھارا ہے۔

جب وہ خود بیٹی ہو تو حدیث میں آیا ہے کہ لڑکے تمہارے حق میں نعمتیں ہیں ان پر شکر کرو۔ اور لڑکیوں کے بارے میں کہا گیا کہ یہ تمہاری نیکیاں ہیں۔ گویا نعمت کے اوپر شکر واجب ہے۔ کفران نعمت کرو گے سزا ملے گی اور لڑکی کو کہا گیا کہ یہ باپ کی حسنات میں داخل ہے۔ نیکیاں جنت میں پہنچاتی ہیں تو یہ تمہیں جنت میں پہنچانے کا ذریعہ بنیں گی۔ اس لڑکی کے اوپر محبت و شفقت زیادہ مبذول کی گئی تاکہ لڑکوں کی نسبت لڑکیوں پر ماں باپ زیادہ شفقت کریں۔

اندازہ کیجئے لڑکوں کو نعمت اور لڑکیوں کو نیکی کہا گیا۔ تو جیسے ہر نیکی پر توقع ہوتی ہے کہ اجر ملے گا تو لڑکی کے ہونے پر اجر ملے گا لڑکے اگر دس بھی ہو جائیں اس پر اجر کا کوئی سوال نہیں۔ شکر کرو گے تو ٹھیک ہے نہیں کرو گے تو گردن نپے گی۔ اور لڑکی اگر ہو گئی۔ اور آدمی شکر کرے نہ کرے لیکن خود اس کا ہو جانا ایک مستقل نیکی ہے۔ نامہ اعمال میں اجر لکھا جائے گا۔

عورت اقوام دنیا کی نظر میں

حقیقت یہ ہے کہ اولاد میں گویا ماں باپ کے اوپر اس درجے میں احسان ہے کہ ان کے نامہ اعمال کو اس نے نیکیوں سے بھر دیا اور شریعت کا منشا یہ ہے کہ شفقت و رحمت لڑکی کے اوپر زیادہ مبذول ہونی چاہئے غرض جب وہ بیٹی ہے تو شریعت نے اس کے ساتھ یہ برتاؤ کیا۔

اور جب وہ منکوحہ ہو کر خاوند کے ماتحت آئی پھر شریعت نے یہ فرمایا کہ

"ان اکرم المومنین احسنکم خلقا والطفکم باھلہ"۔

تم میں سب سے زیادہ قابل تکریم مسلمان وہ ہے جس کے اخلاق پاکیزہ ہوں اور بیویوں کے ساتھ لطف و محبت کرے سخت دلی کا برتاؤ نہ کرے اور سختی سے پیش نہ آئے۔ اگر ان سے کوئی زیادتی بھی ہو تو صبر و تحمل سے کام لے۔ تو جب بیوی ہونے کی حالت ہے تو خاوند کو متوجہ کیا کہ یہ تیری سب سے زیادہ شفقت و محبت کی مستحق ہے۔

اور اس کی اپنی اولاد ہو جائے' یعنی ماں بنے ہوئے میں فرمایا گیا کہ اولاد کے لئے ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے' یعنی ماں کی اطاعت کرے گا' جنت اس کے قریب ہوگی۔ یعنی ماں کی نافرمانی کرے گا اتنی جنت بعید ہوگی۔ اللہ کی رحمت سے دور ہوتا جائے گا۔ معلوم ہوتا ہے کہ عورت کے سر پر حق تعالیٰ کی رحمت مبذول ہوتی ہے کہ اگر اولاد ماں کے قریب ہو جائے تو رحمت قریب ہو جاتی ہے۔

اور یہ کیسے لطف کے ساتھ فرمایا' یوں بھی فرما دیتے کہ عورت (ماں) کے ہاتھ کے نیچے یا آنکھوں کے نیچے جنت ہے۔ یہ نہیں فرمایا۔ فرمایا قدموں کے نیچے جنت ہے۔ گویا مطلب یہ ہے کہ قدم سب سے زیادہ کم درجے کی چیز ہے۔ انسان کے بدن میں سب سے زیادہ کم مرتبہ قدم ہوتے ہیں اور سب سے زیادہ رتبہ سر کا ہوتا ہے۔ اولاد کو یہ تنبیہ کی گئی کہ تیرے حق میں اس کے قدم بھی بہت اونچا مرتبہ رکھتے ہیں۔ اگر تو ان قدموں کے اوپر ہاتھ رکھے گا تو جنت کو اس کے قدموں میں پائے گا۔ گویا انتہا درجے کی تکریم کی۔

اور یہ اس لئے کہ دنیا کی اقوام نے عورت کو ذلیل کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی اسلام سے پہلے ایک زمانہ تھا جبکہ یہود کا غلبہ تھا۔ اب یہ ہم نہیں کہہ سکتے کہ ان کے مذہب کی چیز تھی یا نہیں تھی۔ غالب گمان یہ ہے کہ مذہب کی چیز نہیں تھی۔ قومی قانون بنایا گیا تھا اس قومیت کے قانون کے تحت یہ چیز تھی اور یونانیوں میں سب سے زیادہ تھی۔

وہ یہ کہ عورت پر ماں باپ کو اتنا استحقاق حاصل

ہے کہ اسے چاہے باپ قتل کردے چاہے اسے زندہ دفن کردے حتیٰ کہ مشرکین مکہ میں بھی یہ رسم رائج تھی کہ عورت کو زندہ دفن کرتے۔ گویا اس زمانے کے قانون نے انہیں یہ حق دیا تھا کہ لڑکی کا گلا گھونٹ کر یا زندہ قبر میں ڈال دو کوئی رکاوٹ ڈالنے والا نہیں کوئی عدالت انہیں سزا نہ دے سکتی تھی۔ یونانیوں کے وہاں یہ قانون تھا کہ خاوند جب کسی عورت سے نکاح کرلیتا تھا تو عورت باندی سے بھی کم رتبہ کی ہوتی تھی۔ ذرا سی کوتاہی اور نافرمانی پر اسے حق تھا کہ عورت کی گردن ماردے اور قتل کردے۔ انتہا سے زیادہ سزا تھی یہاں تک کہ اگر عورت سے کوئی برائی ثابت ہوجائے تو گھوڑے کی ٹانگ میں رسی باندھ کر رسی کا سرا عورت کی گردن میں باندھا جاتا تھا اور خاوند گھوڑے پر بیٹھ کر اسے دوڑاتا تھا اور بیچاری گھسٹتی جارہی ہے لہولہان ہورہی ہے۔ عورت سے یہ سلوک کررکھا تھا۔ اسلام نے آکر عورت کا رتبہ بلند کیا۔

اور یہ تو وہ زمانہ تھا جس کو جہالت کا زمانہ کہا جاتا ہے۔ آج تمدن کا زمانہ ہے ابھی تقریباً دس پندرہ سال کا عرصہ ہوا ہے اخبارات میں خبر چھپی ہوئی تھی کہ اس پر غور کیا جائے کہ عورت کی حیثیت کیا ہے؟

مختلف ممالک کے نمائندے جمع ہوئے جنہوں نے اس پر غور کرنا شروع کیا کہ اس کی پوزیشن کیا ہے مختلف رائے ہوئیں بعض ملکوں کے نمائندوں نے کہا کہ ہماری رائے یہ ہے کہ عورت انسانیت میں ہی داخل نہیں ہے انسان ہم فقط مرد کا ہے عورت کا نام نہیں ہے۔ یہ کوئی اور جنس ہے جو مرد کے رحم و کرم پر ہے۔ یہ ایک ملک والوں نے رائے دی۔ پھر آراء میں اختلاف ہوتا رہا۔ بالآخر اس پر سب کا اتفاق ہوگیا کہ عورت مرد کی تفریح کا ایک آلہ کھلونا ہے کہ مرد اس سے تفریح کرسکتا ہے اس سے زیادہ کوئی خاص پوزیشن عورت کی نہیں ہے اس کی تفریح کی وجہ سے قدر کرتے ہیں عورت کے مرتبے کی وجہ سے قدر نہیں کرتے۔ چونکہ اپنی غرض متعلق ہے اس واسطے اس کی حفاظت کی جاتی ہے۔ آلہ تفریح ہے اس لئے اس کو سجاتے ہیں جیسے لڑکیاں جب گڑیوں سے کھیلتی ہیں تو دلہن کو بڑے اچھے کپڑے پہناتی ہیں۔ اس کو زیور بھی پہناتی ہیں۔ اور بعض بے وقوف جب ان کی آپس میں شادیاں کرتی ہیں تو دس دس روپے کا جہیز بھی اسے دیتی ہیں۔

یہ اس لئے نہیں ہوتا کہ ان کے دل میں گڑیا کی کوئی وقعت ہے۔ وہ تو ایک کھلونا ہے اپنی تفریح طبع کے لئے اس گڑیا کو لباس پہنا کے سجادیتے ہیں چونکہ عورت بھی تفریح کا آلہ ہے اس لئے اس کو سجادیا زیور پہنادیا۔ ورنہ اس کا کوئی خاص حق نہیں ہے۔

خاوند بلحاظ حقوق بیوی

لیکن اسلام نے آکر ان کے برخلاف عورت کو حق دیئے اور فرمایا ولهن مثل الذی علیهن بالمعروف۔ جو عورت پر خاوند کے حقوق واجب ہیں وہی خاوند پر عورت کے حقوق ہیں۔ وہ حقوق میں کمی کرے گا اس کو سزا دی جائے گی عورت کرے گی اسے سزا دی جائے گی۔

تو زوجین میں نکاح کے بعد ازدواجی زندگی میں دونوں کا رتبہ حقوق کے لحاظ سے برابر قرار دیا۔ یہ الگ چیز ہے کہ عورت کی عقل میں چونکہ نقصان یا کمزوری ہے اس واسطے اس کو زیر تربیت رکھا تو یہ منصب کی بات ہے لیکن حقوق کے درجے میں دونوں کو برابر قرار دیا کہ عورت کے اوپر مرد کے حقوق ہیں تو عورت کے بھی ہیں۔

اگر عورت نافرمانی کرے تو مرد کو طلاق کا مالک بنادیا گیا ہے۔ اگر مرد زیادتی کرے تو عورت کو خلع کا مالک بنادیا گیا ہے۔ اگر اسلامی حکومت ہو تو وہ عدالت میں قاضی کے ہاں درخواست دے سکتی ہے کہ میں خاوند کے ساتھ نباہ نہیں کرسکتی۔ نان و نفقہ خاوند پر واجب ہے وہ ادا نہیں کرتا حکومت اس کے اوپر جبر کرے گی اور اگر بالکل علیحدہ ہونا چاہے تو علیحدہ بھی ہوسکتی ہے جس کو فسخ کہتے ہیں۔ وہ یہ کہ قاضی کے ہاں درخواست کرے گی قاضی خاوند کو بلا کر اس سے مواخذہ کرے گا کیوں نہیں تم نے حقوق ادا کئے۔ اگر اس نے جواب کچھ معقول دیا تو فبہا ورنہ قاضی کا نکاح فسخ کردے۔ یہ تیرے پاس رہنا نہیں چاہتی اگر فسخ نہیں کرے گا تو قاضی عورت کو طلاق دے دے گا اور طلاق واقع ہوجائے گی تو اس خلع کا مالک عورت کو بنایا گیا۔ غرض اگر ایک طرف طلاق کی ملکیت مرد کے لئے رکھی تو خلع کی ملکیت عورت کے لئے رکھی۔ وہ مجبور ہو کر جدا ہونا چاہے ہوسکتا ہے۔ یہ چاہے یہ بھی ہوسکتی ہے۔ معلوم ہوا کہ حقوق کے درجے میں مساوی قرار دیا۔

بعض چیزیں عورت اخلاقاً انجام دیتی ہے اور بعض چیزیں مرد بھی اخلاقاً انجام دیتا ہے لیکن عورت کے لئے واجب نہیں ہے جیسے مثلاً (اپنے بچے کو) دودھ پلانا عورت کے ذمے واجب نہیں ہے۔ وہ مرد سے کہہ سکتی ہے کہ تو خرچ کرکے پلوا میں دودھ نہیں پلا سکتی۔ عورت اولاد کے کپڑے سیے لیکن اگر وہ خاوند سے کہے کہ درزی سے سلواؤ میرے ذمے واجب نہیں ہے تو خاوند ہرگز مجبور نہیں کرسکتا۔ بہرحال شریعت اسلام میں اس قسم کی چیزیں رکھی گئی کہ اگر اس کے حقوق ہیں تو اس کے بھی حقوق ہیں۔ یہ اسلام ہی نے اس کو ابھارا تنگ دست اور نازک صنف کو ابھارا جس کو دنیا کی اقوام نے پامال کردیا تھا۔

غرض جاہل اقوام نے اس کے یہ حقوق بتائے کہ اس کی گردن مار سکتے ہیں اس کو ایذائیں پہنچا سکتے تھے اور متمدن اقوام یہاں تک پہنچیں کہ وہ تفریح کا ایک کھلونا ہے اس سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں۔ اسلام نے کہا کہ کھلونا نہیں بلکہ خانگی زندگی میں برابر کی حق دار ہے جس طرح کہ خاوند کے انتقال کے بعد اس کی اولاد وارث ہوگی دوسرے وارث ہوں گے عورت کو وراثت پہنچے گی جس طرح عورت کے انتقال کے بعد خاوند کو وراثت میں حصہ

ملتا ہے۔ عورت کو بھی خاوند کا وارث قرار دیا گیا۔

ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف جتنے عورتوں پر خاوندوں کے حقوق عائد ہوتے ہیں۔ اتنا ہی خاوندوں کے اوپر بھی عورتوں کے حقوق عائد ہوتے ہیں۔ برابری اس حد تک رکھی گئی ہے کہ عورت کوئی باندی اور مملوکہ نہیں بلکہ شریک زندگی اور شریک حیات ہے۔

میرے عرض کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اسلام کا خاص اصول ہے کہ کمزوروں کو ابھارتا ہے دبے کو دباتا نہیں بلکہ دبے ہوئے کو اونچا کرنا چاہتا ہے۔ کمزوروں کو دباتا نہیں بلکہ اونچا بنانا چاہتا ہے سب سے زیادہ کمزور صنف عورت تھی۔ اسلام نے اس کے اوپر انتہائی رحم و کرم کیا کہ جب وہ بیٹی ہونے کی حالت میں ہے تو ماں باپ کی نیکیوں میں شمار کیا جا رہا ہے۔ جب وہ منکوحہ بنی تو خاوند سے کہا گیا تو قابل تکریم تب بنے گا جب عورت کے ساتھ نرمی اور مدارات کا [illegible] کرے جب وہ ماں بن گئی تو اولاد سے کہا کہ جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔ اگر قدم پر ہاتھ رکھے گا تو جنت کو قریب پائے گا۔ اگر تو نے ماں کو ستایا تو جنت قریب نہیں ہوگی۔ آخرت میں نجات نہیں ہوگی یعنی باپ سے زیادہ ماں کا حق قائم کردیا۔ باپ کے بھی اولاد کے اوپر حقوق ہیں لیکن ماں کے حقوق اس سے زیادہ ہیں۔

ماں کے حقوق باپ سے زیادہ ہیں

اور اس کی وجہ قرآن کریم نے ارشاد فرمائی کہ عورت جتنی مصیبت اولاد کی پرورش میں اٹھاتی ہے باپ نہیں اٹھاتا۔ باپ زیادہ سے زیادہ کماتا ہے تو کمانا اس کی طبعی بات ہے وہ ہر صورت سے کماتا ہے گویا وہ محنت محض بیوی کے لئے نہیں ہوتی وہ اپنے نفس کے لئے بھی ہوتی ہے' اپنے عزیزوں کے لئے بھی ہوتی ہے لیکن عورت اولاد کے لئے جو محنت گوارا کرتی ہے وہ خاوند نہیں کرسکتا۔ نو مہینے تو پیٹ میں اٹھائے پھرتی ہے جس کو فرمایا گیا حملتہ امہ کرھا و وضعتہ کرھا" اور فرمایا گیا۔

حملتہ امہ وھنا علی وھن و فصالہ فی عامین ان اشکرلی ولوالدیک تھک تھک کر عاجز آ آکر نو مہینے اس کو پیٹ میں اٹھاتی ہے۔ اس کے اوپر ایک بوجھ مگر برداشت کر رہی ہے۔

پھر اس کے بعد وضع حمل تو اس کے بارے میں مثل مشہور ہے کہ جننا اور مرنا برابر ہوتا ہے گویا اس کی زندگی کے لالے ہوتے ہیں۔ باقی اللہ بچاوے تو بچاوے ورنہ موتیں واقع ہوجاتی ہیں تو نو مہینے وہ مصیبت اٹھائی۔ اور جننے کی ایک مستقل مصیبت اٹھائی پھر اس کے بعد دو برس اس کو اپنا خون چساتا' دودھ پلانا یعنی اپنے بدن کے اجزاء اس کو پہنچانا یہ خاوند نہیں کرسکتا بیوی کرتی ہے' یہ ماں ہی کرتی ہے باپ نہیں کرسکتا۔

پھر اگر بچے کو ضد چڑھ گئی کہ میں تو گود میں چڑھ کر سوؤں گا تو عورت کو ساری ساری رات گزر جاتی ہے کہ گود میں اٹھائے پھرے بچہ اگر بیمار ہے تو ماں اس سے پہلے بیمار ہوجاتی ہے۔ اس کو الگ دکھ ہوتا ہے غرض باپ کی مجال نہیں ہے کہ یہ محنت برداشت کرے' وہ تو مجنوں ہوکے نکل جائے۔

عورت میں جذبہ خدمت

اگر کہیں ایسا ہو کہ عورت یوں کہے کہ سال یا مہینہ بھر کے لئے خدمات کا تبادلہ کرلیں تو میں تیری خدمات انجام دوں اور تو بیٹھ کر بال بچے پال تو ممکن نہیں دو دن میں اسے جنون ہوجائے گا اور پریشان ہوکے نکل جائے گا۔ یہ عورت ہی کا حوصلہ ہے کہ وہ اس محنت کو برداشت کرتی ہے۔ مرد برداشت نہیں کرسکتا۔

وہ ہمارے یہاں ایک کاشت کار کا قصہ مشہور ہے اور قصہ واقعی ہے' فرضی نہیں ہے کہ وہ کاشتکار اپنے کھیت پر گیا وہاں جاکے کھیت کیاری کے کام میں لگ گیا تو طریقہ یہ تھا کہ اس کی عورت ٹھیک بارہ بجے کھانا پکاکے لایا کرتی تھی ایک دن اتفاق سے گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ دیر ہوگئی ہے۔ کاشتکار کو غصہ چڑھا اس نے سینکڑوں باتیں بیوی کو سنائیں کہ تجھ سے کام نہیں نبھتا اور میں ہوتا تو یوں کرتا اور تو ایسی ہے تو ویسی ہے بیچاری سنتی رہی۔ یعنی صبح سے شام تک لوکھپ کے بچوں کو الگ پالا' کھانا الگ پکایا کھیت پر لے کر گئی اتفاق سے اگر ذرا دیر ہوگئی تو خاوند نے سینکڑوں باتیں سنادیں خیر وہ غریب سنتی رہی۔ خاوند کی زبان سے نکلا کہ اگر میں اس کام میں ہوتا تو کبھی یہ بات نہ ہوتی۔ اس نے کہا کہ اچھا پھر دو چار دن کے لئے خدمتوں کا تبادلہ کرلو۔ میں کھیت پر کام کروں گی تو گھر پر رہ بچوں کو پال اور بارہ بجے کھانا لے کر آجایا کرنا۔ اس نے کہا یہ کون سی بڑی بات ہے میں کرلوں گا اس نے کہا اچھا کل سے پھر یہی ہوگا۔

چنانچہ صبح کو اٹھتے ہی بیوی تو کھیت پر چلی آئی اور کھیتی کا کام شروع کردیا۔ اب یہ خاوند صاحب گھر لیٹے رہے آنکھ کھلی تو ایک بچہ رویا۔ یہ اسے سنبھالنے کے لئے گئے تو ادھر سے دوسرا چلایا۔ اسے پکڑنے کے لئے گئے تو تیسرا رویا۔ ابھی اس سے نہیں نمٹے تھے کہ معلوم ہوا کہ گھر میں جو گائے بندھی ہوئی ہے اس کا بچھڑا رسہ چھڑا کر گائے کے دودھ پر جاکے لگ گیا۔ اسی دودھ پر گزر اوقات تھی۔ یہ جلدی سے بچھڑے کو سنبھالنے گیا تو بچہ چارپائی سے نیچے گر پڑا اب وہ چلا رہا تھا شور مچا رہا تھا بچھڑا جو وہاں پہنچا اور اس نے دودھ لیا گائے گھبرا کے بھاگی اور رسی چارپائی میں اٹک گئی وہ چارپائی سمیت چولہے پر چڑھ گئی تو اب چارپائی چولہے کے اوپر رکھی ہوئی ہے بچہ وہاں پڑا ہوا ہے اور ایک بچہ ادھر چلا رہا ہے اب اسے پریشانی ہے کہ بچوں کو سنبھالوں یا بچھڑے کو سنبھالوں یا کھانا پکاؤں یا دودھ نکالوں کھڑا ہوا مجنوں کی طرح ہر طرف دیکھ رہا ہے یہاں تک کہ دس گیارہ بج گئے۔ وہ بیچاری کھیت کے اوپر محنت کر رہی تھی اسے توقع تھی کہ آج بارہ چھوڑ ساڑھے گیارہ بجے کھانا آجائے گا اس لئے کہ مرد قوی ہے

باقی صفحہ ۱۹ پر

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع ونزول کا عقیدہ

مرزا غلام احمد قادیانی کی تصریحات

قرب قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آسمان سے نازل ہونا امت اسلامیہ کا متفق علیہ عقیدہ ہے اور صحابہ کرام کے دور سے آج تک کسی صحیح العقیدہ مسلمان نے اس کا انکار نہیں کیا۔ قرآن کریم اور احادیث متواترہ میں اس کی تصریحات موجود ہیں اور صحابہ' تابعین' آئمہ مجتہدین' مفسرین اور تمام مجددین اس عقیدہ کا اعلان کرتے رہے ہیں۔ ابن جریر طبری۔ ابو الحسن آبری۔ ابن عطیہ المغربی' ابن رشد' ابو حیان' ابن کثیر' ابن حجر۔ سیوطی۔ ملا علی قاری۔ مجدد الف ثانی وغیرہ بہت سے اکابر نے نزول علیہ السلام کی احادیث کو متواتر قرار دیا ہے۔ الغرض زمانہ قدیم اور زمانہ حال کے چند بے دین نیچریوں کے سوا کسی عالم کو اس عقیدہ سے انکار نہیں تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام قرب قیامت میں آسمان سے نازل ہوں گے۔

اس مسئلہ میں جناب مرزا غلام احمد صاحب کی چند تصریحات ملاحظہ فرمائیں:

"حال کے نیچری جن کے دلوں میں کچھ بھی عظمت قال اللہ وقال الرسول کی باقی نہیں رہی یہ بے اصل خیال پیش کرتے ہیں کہ جو مسیح ابن مریم کی خبریں صحاح میں موجود ہیں یہ تمام خبریں ہی غلط ہیں.... لیکن وہ اس قدر متواترات سے انکار کر کے اپنے ایمان کو خطرہ میں ڈالتے ہیں"۔

(ازالہ اوہام ص ۲۲۰ طبع پنجم)

"یہ کمال درجہ کی بے حسی اور بھاری غلطی ہے کہ یکلخت تمام حدیثوں کو ساقط الاعتبار سمجھ لیں اور ایسی متواتر پیشگوئیوں کو جو خیر القرون میں ہی تمام ممالک اسلام میں پھیل گئی تھیں موضوعات داخل کردیں"۔

"مسیح ابن مریم کے آنے کی پیشگوئی ایک اول درجہ کی پیشگوئی ہے جس کو سب نے باتفاق قبول کرلیا ہے" جس قدر صحاح میں پیشگوئیاں لکھی گئی ہیں کوئی پیشگوئی اس کے ہم پہلو اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتی۔ تواتر کا اول درجہ اس کو حاصل ہے انجیل بھی اس کی مصدق ہے اب اس قدر ثبوت پر پانی پھیرنا اور یہ کہنا کہ یہ تمام حدیثیں موضوع ہیں درحقیقت ان لوگوں کا کام ہے جن کو خدا تعالیٰ نے بصیرت دینی اور حق شناسی سے کچھ بھی بخرہ اور حصہ نہیں دیا۔ اور باعث اس کے کہ ان کے دلوں میں قال اللہ اور قال الرسول کی عظمت باقی نہیں رہی اس لئے جو بات ان کی اپنی سمجھ سے بالاتر ہو اس کو محالات اور ممتنعات میں داخل کر لیتے ہیں۔

(ازالہ اوہام ص ۲۲۱ طبع پنجم)

کیا آنے والے مسیح سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں؟

اس سوال کا جواب ایک ہی ہے کہ قرآن و حدیث میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے نازل ہونے کی خبر دی گئی ہے اور تمام امت اسلامیہ جس طرح نزول مسیح کے عقیدہ پر متفق ہے اسی طرح بغیر کسی اختلاف کے اس امر پر بھی متفق ہے کہ جو مسیح آسمان سے نازل ہوگا اس کا مصداق حضرت عیسیٰ بن مریم روح اللہ ہیں (علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیمات) جو آنحضرت ﷺ سے قبل مبعوث ہوئے تھے۔ چنانچہ تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ اٹھائے گئے ہیں اور قرب قیامت میں ہی نازل ہوں گے۔

جناب مرزا محمود احمد صاحب لکھتے ہیں۔

"پچھلی صدیوں میں قریباً سب دنیا کے مسلمانوں میں مسیح (علیہ السلام) کے زندہ ہونے پر ایمان رکھا جاتا تھا اور بڑے بڑے بزرگ اسی عقیدہ پر فوت ہوئے.... حتیٰ کہ حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد صاحب) مسیح کا خطاب پانے کے باوجود دس سال تک یہی خیال کرتے رہے کہ مسیح آسمان پر زندہ موجود ہے"۔

"حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کے دعوے سے پہلے جس قدر اولیاء صلحا گذرے ہیں ان میں سے ایک بڑا گروہ عام عقیدے کے ماتحت حضرت مسیح کو زندہ خیال کرتا تھا"۔

(حقیقۃ النبوۃ ص ۱۴۲)

جناب مرزا غلام احمد صاحب نے براہین احمدیہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ تشریف آوری کا عقیدہ قرآن مجید سے ثابت فرمایا۔ ایک جگہ لکھتے ہیں:

هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ ودین الحق لیظهره علی الدین کله

یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ ظہور میں آئے گا۔ اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے اسلام جمیع اقطار میں پھیل جائے گا"۔ (براہین احمدیہ ص ۴۹۸-۴۹۹)

اس کتاب کی تصنیف کے زمانہ میں مرزا صاحب کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کے الہامات بھی ہوئے تھے۔ چنانچہ ایک جگہ اپنے ایک الہام کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"یہ (الہامی) آیت حضرت مسیح کے جلالی طور پر نازل ہونے کا اشارہ ہے یعنی وہ زمانہ بھی آنے والا ہے جب خدا تعالیٰ مجرمین کے لئے قہر اور سختی کو استعمال کرے گا اور حضرت مسیح علیہ السلام جلالیت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور تمام راہوں کو صاف کردیں گے۔ اور ناراست کا نام و نشان نہ رہے گا اور جلال الٰہی گمراہی کو نیست و نابود کردے گا۔ یہ زمانہ بطور ارہاص واقع ہوا ہے"۔ (ص ۵۰۵)

اس کتاب کی اشاعت سے بارہ برس بعد تک مرزا صاحب اسی عقیدے پر قائم رہے۔ اعجاز احمدی (ص ۷) میں فرماتے ہیں:

"پھر میں قریباً بارہ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے اس سے بالکل بے خبر اور غافل رہا کہ خدا نے مجھے بڑی شدومد سے براہین (احمدیہ) میں مسیح موعود قرار دیا ہے' اور میں حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کے رسمی عقیدہ پر جما رہا"۔

براہین احمدیہ (جلد چہارم) مرزا صاحب نے ۱۸۸۴ء میں شائع کی اور اس کے بارہ برس بعد (۱۸۹۶ء) تک وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی کے عقیدے پر جمے رہے نیز مرزا صاحب اپنی کتاب مسیح ہندوستان میں" لکھتے ہیں:۔

"واضح ہو کہ اکثر مسلمان اور عیسائیوں کا یہ خیال ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ چلے گئے او یہ دونوں فرقے ایک مدت سے یہی گمان کرتے چلے آئے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اب تک آسمان پر زندہ ہیں اور کسی وقت پھر زمین پر نازل ہوں گے۔ مسلمانوں کے مذکورہ بالا فرقے کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مصلوب نہیں ہوئے اور نہ صلیب پر مرے بلکہ اس وقت جبکہ یہودیوں نے ان کو مصلوب کرنے کے لئے گرفتار کیا خدا کا فرشتہ ان کو مع جسم عنصری آسمان پر لے گیا اور اب تک آسمان پر زندہ موجود ہیں اور مقام ان کا دوسرا آسمان ہے جہاں حضرت یحییٰ نبی ہیں اور اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ آخری زمانہ میں دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے دمشق کے منارہ کے قریب یا کسی دوسری جگہ اتریں گے"۔ (ص ۲-۳)

مرزا صاحب نے اس عبارت میں مسلمانوں کا جو عقیدہ بیان کیا ہے یہی مضمون قرآن کریم کی آیات مقدسہ اور آنحضرت ﷺ کی احادیث متواترہ کا ہے اور اسی عقیدے پر تمام اکابر امت چودہ صدیوں سے ایمان رکھتے آئے ہیں۔

ان تصریحات کا خلاصہ یہ ہے:

نزول عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ دور اول سے لے کر آج تک متواترات اور مسلمات میں سے رہا ہے۔

تمام اکابر اور بڑے بڑے اولیاء و صلحا اسی عقیدہ پر گذرے ہیں۔

○ خود مرزا صاحب بھی ۱۸۹۱ء تک اسی عقیدہ پر رہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں وہ قرب قیامت میں دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے اور ان کی تشریف آوری کے وقت دین اسلام تمام اطراف میں پھیل جائے گا اور اسلام کے سوا تمام مذاہب نیست و نابود ہوجائیں گے۔

○ اسلامی عقائد میں تاویل کرکے ان کے معنی و مفہوم کو بدلنا انکار کے مترادف ہے اور یہ کفر و الحاد ہے۔

اس عقیدہ کی عظمت اور اس کے مصداق کی تعیین کے سلسلہ میں جناب مرزا صاحب کی ایک دوسری کتاب "شہادت القرآن" سے چند تصریحات کا مطالعہ بھی مفید ہوگا۔

"اس امر سے دنیا میں کسی کو بھی انکار نہیں کہ احادیث میں "مسیح موعود" (احادیث متواترہ میں مسیح موعود کی بجائے عیسیٰ بن مریم روح اللہ علیہ السلام کے آسمان سے نازل ہونے کی خبر دی گئی ہے اور امت اسلامیہ کا متواتر عقیدہ بھی عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کے متعلق ہے مسیح موعود کا لفظ قرآن و حدیث میں کسی جگہ نہیں آیا) کی کھلی کھلی پیشگوئی موجود ہے بلکہ قریباً" تمام مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ احادیث کی رو سے ضرور ایک شخص آنے والا ہے جس کا نام عیسیٰ بن مریم ہوگا (اسلامی دنیا عیسیٰ بن مریم کے نام سے صرف ایک ہی شخصیت کو جانتی پہچانتی ہے)۔

"جس قدر طرق متفرقہ کی رو سے احادیث

نویہ اس بارے میں مدون ہو چکی ہیں ان سب کو یک جائی نظر کے ساتھ دیکھنے سے بلاشبہ اس قدر اور یقینی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ ضرور حضرت ﷺ نے مسیح موعود (سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کے آنے کی خبر دی ہے"۔ (ص ۳)

"یہ خبر مسیح موعود کے آنے کی اس قدر زور کے ساتھ ہر ایک زمانہ میں پھیلی ہوئی معلوم ہوتی ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی جہالت نہیں ہوگی کہ اس کے تواتر سے انکار کیا جائے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اگر اسلام کی وہ کتابیں جن کو رو سے یہ خبر (عیسیٰ علیہ کی دوبارہ تشریف آوری کی) سلسلہ وار شائع ہوتی چلی آئی ہے۔ صدی وار مرتب کر کے اکٹھی کی جائے تو ایسی کتابیں ہزارہا سے کچھ کم نہ ہوں گی۔ ہاں یہ بات اس شخص کو سمجھانا مشکل ہے کہ جو اسلامی کتابوں سے بالکل بے خبر ہے"۔

(ص ۴)

"پھر ایسی احادیث جو تعامل اعتقادی یا عملی میں آ کر اسلام کے مختلف گروہوں کا شعار ٹھہر گئی تھیں ان کی نسبت اور تواتر کی نسبت کلام کرنا تو در حقیقت جنون اور دیوانگی کا ایک شعبہ ہے"۔

(ص ۶)

"پھر جبکہ ائمہ حدیث نے اس سلسلہ تعامل کے ساتھ ایک اور سلسلہ قائم کیا اور امور تعاملی کا اسناد' راست گو اور متدین راویوں کے ذریعہ سے آنحضرت ﷺ تک پہنچایا تو پھر بھی اس پر جرح کرنا در حقیقت ان لوگوں کا کام ہے جن کو بصیرت ایمانی اور عقل انسانی کا کچھ بھی حصہ نہیں ملا"۔

(ص ۹)

(عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی کی) یہ پیشگوئی عقیدہ کے طور پر ابتداء سے مسلمانوں کے رگ و ریشہ میں داخل چلی آتی ہے۔ گویا جس قدر اس وقت روئے زمین پر مسلمان تھے اسی قدر اس پیشگوئی کی صحت پر شہادتیں موجود تھیں کیونکہ عقیدہ کے طور پر وہ اس پر ابتداء سے چلے آتے تھے (ص ۷۹ ۱۰)

مرزا صاحب کی ان تصریحات سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی آمد کا عقیدہ صحابہ کے دور سے آج تک متواتر چلا آیا ہے اور ان احادیث کے صحیح ہونے پر روئے زمین پر چودہ سو سالہ امت گواہی دیتی رہی ہے اس لئے ان کی صحت میں شک و شبہ کا وہم کرنا جنون' دیوانگی اور مراق ہے۔ اللہ تعالیٰ قادیانی دوستوں کو بھی جنون' دیوانگی اور مراق پر ایمان لانے سے بچائے اور انہیں صراط مستقیم کی ہدایت فرمائے۔

●●

بقیہ: عبداللہ بن ابی کا منافقہ کردار

موقع پر ساتھ چھوڑنے سے اس کی مشرکین کے ساتھ خفیہ معاہدوں کی تصدیق ہوگئی تھی۔ عین میدان جنگ میں مجاہدین کے حوصلے پست کرنے اور دشمن کے حوصلے بلند کرنے کی مذموم سازش تھی۔ اس کا مجاہدین کو یہ فائدہ پہنچا کہ ان کی صفوں میں دشمن کے کسی جاسوس یا غدار کا نام و نشان تک نہ رہا تھا اور تمام مسلمانوں کو یقین ہوگیا کہ وہ آستین کا سانپ اور منافق تھا جو اپنے اصلی روپ میں سامنے آگیا تھا۔ غزوہ احد کے بعد مسجد نبوی میں جمعہ کے دن مسلمانوں نے اس کی بے حد بے عزتی کی اور وہ بھاگ گیا۔

۴ ہجری میں غزوہ بنو نضیر کے لئے مجاہدین یہودیوں کے خلاف جنگی تیاریوں میں مصروف تھے۔ اور عبداللہ بن ابی یہودیوں کو تمام تیاریوں سے باخبر کرتا رہا اور ساتھ ہی ان کی حوصلہ افزائی کے پیغامات بھیجتا رہا کہ حوصلہ نہ ہارنا مسلمان تمہارے مقابلے میں بے حد کمزور ہیں اور میرے ساتھیوں کی تعداد مدینہ میں ایک تہائی ہے میں بھی تمہاری ہر طرح سے مدد کروں گا۔ حضور رحمت للعالمین تھے اس لئے کوئی انتقامی کارروائی فوری طور پر نہیں کرنا چاہتے تھے کیونکہ وہ اور اس کے ساتھی نمازیں پڑھتے اور زکوٰۃ بھی ادا کرتے تھے اور مصلحتاً بھی ایسا کرنا بہتر تھا۔ غزوہ بنی المصطلق میں عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھی منافقین شامل تھے۔ مسلمانوں کی جماعت میں انتشار پیدا کرنے کے لئے انہوں نے واقعہ افک اور پانی لینے پر دو مسلمانوں کے جھگڑے کو خوب ہوا دی انصار اور مہاجرین کو لڑانے کی بے حد کوشش کی لیکن حضور اکرم ﷺ نے ان میں صلح صفائی کرا دی مسلمانوں کے خلاف زہر افشانی کی۔ حضور ﷺ نے بلا کر پوچھا تو مکر گیا۔ حضرت عمر فاروق نے اس منافق کی گردن اڑانے کی اجازت چاہی تو حضور ﷺ نے فرمایا ایسا نہ کرو لوگ کہیں گے محمد اپنے ہی ساتھیوں کو قتل کروا رہا ہے۔ واپسی پر عبداللہ بن ابی کے بیٹے عبداللہ باپ کا راستہ روک کر کھڑے ہوگئے اور مدینہ میں داخل ہونے سے منع کر دیا اور فرمایا اے باپ تم نے کہا تھا مدینہ واپس پہنچ کر عزت والا ذلیل کو نکال دے گا۔ اب تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ عزت تمہاری ہے یا اللہ کے رسول کی حضور ﷺ کو علم ہوا تو فرمایا عبداللہ سے کہو باپ کو شہر میں داخل ہونے دے۔ رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کا منافقانہ کردار آج بھی ہمارے لئے اپنے اندر بہت سے سبق رکھتا ہے مخلص مسلمانوں کو ایسے لوگوں کے ساتھ معاملہ کرنے میں اچھی سوجھ بوجھ اور حکمت کا ثبوت دینا چاہئے۔

قسط نمبر۲

دس مدعیانِ نبوت

مسیلمہ یمامہ اور مسیلمہ قادیان میں فرق

مرزا صاحب نے بھی وہی طریقہ اختیار کیا جو مسیلمہ یمامہ نے کیا تھا۔ مگر مرزا صاحب چالاکی میں مسیلمہ سے بڑھے ہوئے ہیں مسیلمہ تو یہ کہتا تھا کہ حضور پر نور ﷺ نے مجھ کو اپنی نبوت میں شریک کرلیا ہے۔ اور مرزا صاحب یہ فرماتے ہیں۔ کہ میں نبوت میں حضور کے ساتھ شریک نہیں بلکہ عین محمد ہوں اور میری بعثت بعینہ بعثت محمدیہ ہے اور یہ بعثت ثانیہ بعثت اولیٰ سے کہیں افضل اور اکمل ہے۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ قادیان جو بعثت ثانیہ کا محل ہے۔ مکہ مکرمہ سے افضل اور بہتر ہے اور مرزا صاحب باوجود مراق اور مالیخولیا کے محمد رسول اللہ ﷺ سے افضل اور اکمل ہیں۔ الہ گفت دیوانہ باور کرد کی مثل صادق ہے۔ پاگل نے کہا اور دیوانہ نے اس کو مان لیا۔

اس خط و کتابت کے بعد آنحضرت ﷺ کا وصال ہوگیا اور بغیر اس فتنہ کی تدبیر کے رفیق اعلیٰ سے جاملے۔ اسی اثنا میں ایک عورت نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا (جس کا نام عنقریب ذکر کریں گے) جس کا نام سجاح تھا مسیلمہ نے اس سے نکاح کرلیا اس کے لشکر سے مسیلمہ کو مزید قوت اور شوکت حاصل ہوئی۔

صدیق اکبرؓ نے مسیلمہ کے مقابلہ کے لئے اولاً عکرمہ بن ابی جہل کی زیر امارت ایک لشکر روانہ کیا مگر کامیابی نہ ہوئی پھر ان کے بعد دوسرا لشکر شرجیل بن حسنہ کی سرکردگی میں ان کی ان امداد کے لئے روانہ کیا۔ اس لشکر کو بھی شکست ہوئی۔ مسیلمہ کذاب کے لشکر میں چالیس ہزار جنگ آزمودہ سپاہی تھے۔ صحابہ کرام کے چھوٹے چھوٹے لشکر پورا مقابلہ نہ کرسکے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ایک بڑے لشکر کے ساتھ خالد بن ولید کو مسیلمہ کذاب کی مہم کے لئے روانہ فرمایا۔ اس معرکہ میں صدیق اکبرؓ کے لخت جگر عبد الرحمان بن ابی بکرؓ اور فاروق اعظمؓ کے لخت جگر عبد اللہ بن عمرؓ اور حضرت عمر کے بھائی زید بن الخطابؓ بھی شریک تھے۔

مرتدین سے اب تک جس قدر معرکے پیش آئے ان میں مسیلمہ کذاب کا معرکہ سب میں زیادہ سخت تھا اور قوت اور شوکت میں سب سے بڑھ کر تھا۔ مسیلمہ کی فوج چالیس ہزار تھی اور مسلمانوں کی فوج دس ہزار سے کچھ زیادہ تھی۔

مسیلمہ کذاب کو جب خالد بن ولید کی آمد کی خبر ملی تو آگے بڑھ کر مقام عقرباء میں پڑاؤ ڈالا۔ اس میدان میں حق اور باطل اور نبوت صادقہ اور کاذبہ کا خوب مقابلہ ہوا۔ معرکہ نہایت سخت تھا کبھی مسلمانوں کا پلہ بھاری نظر آتا اور کبھی مسیلمہ کا۔ یہاں تک کہ مسیلمہ کے کئی سپہ سالار مارے گئے سب سے اول مسیلمہ کی طرف سے نہار میدان میں آیا جو حضرت زید بن الخطاب کے ہاتھ سے مارا گیا۔ مسیلمہ کا دوسرا مشہور سردار محکم بن طفیل حضرت عبد الرحمان بن ابی بکر کے تیر قضاء سے ختم ہوا۔ مرتدین کے قدم اکھڑ گئے۔ مسلمانوں نے ان کو مارتے مارتے مقام حدیقہ تک پہنچادیا۔ یہ مقام چار دیواری سے محصور تھا یہ ایک باغ تھا جس کو حدیقۃ الرحمان کہتے تھے۔ مسیلمہ نے اپنا خیمہ اسی باغ میں نصب کیا تھا۔ اسی باغ میں مسیلمہ قدم جمائے کھڑا تھا۔ دشمنوں کا لشکر بھاگ کر حدیقہ میں داخل ہوگیا اور اندر سے دروازہ بند کرلیا۔ حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ نے اس وقت صحابہ سے کہا

يامعشر المسلمين القوني عليهم في الحديقة فقالوا لا نفعل فقال والله لتطرحنني عليهم فاحتمل حتى اشرف على الجدار فاقتحمها عليهم وقاتل على الباب وفتحه للمسلمين ودخلوها عليهم فاقتتلوا اشد قتال وكثر القتلى في الفريقين لاسيما في بني حنيفة فلم يزالوا كذالك حتى قتل مسيلمة واشترك في قتله وحشي مولى جبير بن مطعم ورجل من الانصار اما وحشي فدفع عليه حربته وضربه الانصاري بسيفه

(تاریخ ابن الاثیر ص۱۳۹ ج۲)

اے گروہ مسلمین مجھ کو حدیقہ میں پھینک دو مسلمانوں نے کہا ہم ہرگز ایسا نہیں کریں گے براء بن مالک نے کہا میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ مجھ کو اندر پھینک دو۔ لوگوں نے مجبوراً اٹھا کر دیوار پر پہنچا دیا۔ براء بن مالک دیوار پر اندر کودے اور دروازہ پر کچھ دیر مقابلہ کیا۔ بالآخر مسلمانوں کے لئے دروازہ کھول دیا۔ مسلمان اندر گھس آئے اور خوب مقابلہ ہوا۔ فریقین کے بہت آدمی مارے گئے بنو حنیفہ تو بہت زیادہ قتل ہوئے۔ یہاں تک مسیلمہ کذاب بھی مارا گیا۔ وحشیؓ نے مسیلمہ کے ایک نیزہ پھینک کر مارا جس کی وجہ سے وہ حرکت نہ کرسکا۔ اور ایک انصاری نے تلوار سے اس کا سر قلم کیا۔

یہ وحشی وہی ہیں جنہوں نے جنگ احد میں حضرت حمزہ کو اسی نیزہ سے شہید کیا تھا۔ اب اسلام لانے کے بعد اسی نیزہ سے مسیلمہ کذاب کو مارا اور بطور فخر بلکہ بطور شکر اور بطریق شکر یہ کہا کرتے تھے۔

قتلت فی جاهلیتی خیر الناس وفی
اسلامی شر الناس (روح المعانی)

اگر میں نے زمانہ جاہلیت میں اس نیزہ سے ایک بہترین انسان کو مارا تھا۔ (یعنی حضرت حمزہ کو) تو زمانہ اسلام میں اسی نیزہ سے ایک بدترین انسان (یعنی ایک مدعی نبوت) کو مارا ہے۔

اور وہ انصاری جنہوں نے مسیلمہ کا سر اپنی تلوار سے قلم کیا۔ ان کا نام عبداللہ بن زید ہے۔ انہی کا یہ شعر ہے۔

یسائلنی الناس عن قتله
فقلت ضربت وهذا طعن

ترجمہ: لوگ مجھ سے دریافت کرتے ہیں کہ مسیلمہ کو کس نے مارا۔ تو میں جواب میں کہہ دیتا ہوں کہ میں نے تلوار ماری اور وحشی نے نیزہ مارا۔

اس معرکہ میں مسلمانوں کے چھ سو ساٹھ آدمی شہید ہوئے۔ اور مسیلمہ کذاب کے بقول ابن خلدون سترہ ہزار آدمی مارے گئے۔ امام طبری فرماتے ہیں کہ بنی حنیفہ کے سات ہزار آدمی عقربا میں اور سات ہزار حدیقہ میں مارے گئے۔ اور یہ باغ حدیقۃ الموت کے نام سے مشہور ہو گیا۔ اور حضرت خالدؓ مظفر و منصور مدینہ منورہ واپس آ گئے۔

محمد بن حنیفہ

محمد بن حنیفہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے صاحبزادہ ہیں اور حنفیہ آپ کی والدہ ماجدہ ہیں جو قبیلہ بنی حنیفہ کی باندی تھیں۔ مسیلمہ کذاب کی لڑائی میں گرفتار ہو کر آئیں۔ اور صدیق اکبرؓ کی طرف سے حضرت علیؓ کو عطا ہوئیں۔

معلوم ہوا ہے کہ مدعی نبوت کی اولاد اور ذریت اور بچوں اور عورتوں کو غلام بنا کر لوگوں میں تقسیم کرنا باجماع صحابہ بلاشبہ و ریب جائز اور روا ہے۔

مسیلمہ کذاب کے متبعین اور اذناب کا حشر

روا الزهري عن عبيد الله بن عبد الله قال اخذ بالكوفة رجال يؤمنون بمسيلمة الكذاب فكتب فيهم الى عثمان فكتب عثمان اعرض عليهم دين الحق وشهادة ان لا اله الا الله وان محمد رسول الله فمن قالها وتبرأ من دين مسيلمة فلا تقتلوه ومن لزم دين مسيلمة فاقتلوه فقبلها رجال منهم ولزم دين مسيلمة رجال فقتلوا.

استتابة المرتد وسنن کبری الامام البیهقی ص ۲۰۱ ج ۸)

(احکام القرآن للجصاص ص ۲۸۶ ج ۲ باب)

ترجمہ۔ زہری رحمۃ اللہ علیہ نے عبید اللہ بن عبد اللہ سے روایت کیا ہے کہ کوفہ میں کچھ آدمی گرفتار کئے گئے جو کہ مسیلمہ کذاب پر ایمان لائے تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے متعلق حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ ان پر دین حق اور کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پیش کیا جائے۔ جو شخص اس کلمہ کو پڑھے اور دین مسیلمہ سے برات کا اظہار کرے اس کو قتل نہ کرو۔ اور جو شخص دین مسیلمہ کذاب پر جما رہے اسے قتل کر دو۔ تو بہت سے آدمیوں نے کلمہ اسلامی کو قبول کر لیا۔ اور بہت سے دین مسیلمہ پر قائم رہے انہیں قتل کیا گیا۔

سجاح بنت حارث

سجاح بنت حارث۔ قبیلہ بنی تمیم کی ایک عورت تھی نہایت ہوشیار تھی۔ اور حسن خطابت و تقریر میں مشہور تھی۔ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد اس نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ ایک گروہ ساتھ ہو گیا۔ مدینہ منورہ پر حملہ کا ارادہ کیا مگر کسی وجہ سے یہ ارادہ ملتوی ہو گیا۔ بعد ازاں سجاح نے مسیلمہ کا رخ کیا مسیلمہ نے یہ خیال کر کے کہ اگر سجاح سے جنگ چھڑی تو کہیں قوت نہ کمزور ہو جائے۔ اس لئے مسیلمہ نے بہت سے ہدایا اور تحائف سجاح کے پاس بھیجے اور اپنے لئے امن طلب کیا۔ اور ملاقات کی درخواست کی۔ مسیلمہ بنی حنیفہ کے چالیس آدمیوں کے ہمراہ سجاح سے جا کر یہ کہا کہ عرب کے کل بلاد نصف ہمارے تھے اور نصف قریش کے۔ لیکن قریش نے بدعہدی کی اس لئے وہ نصف میں نے تم کو دے دیئے۔

بعد ازاں مسیلمہ نے سجاح کو اپنے یہاں آنے کی دعوت دی۔ سجاح نے اس کو قبول کیا۔ مسیلمہ نے ملاقات کے لئے ایک نہایت عمدہ خیمہ نصب کرایا۔ اور قسم قسم کی خوشبوؤں سے اس کو معطر کیا اور تنہائی میں ملاقات کی۔ کچھ دیر تک سجاح اور مسیلمہ میں گفتگو ہوتی رہی۔ ہر ایک نے اپنی اپنی وحی سنائی اور ہر ایک نے ایک دوسرے کی نبوت کی تصدیق کی اور اسی خیمہ میں نبی اور نبیہ کا بلا گواہوں اور بلا مہر کے نکاح ہوا تین روز کے بعد سجاح اس خیمہ سے برآمد ہوئی۔ قوم کے لوگوں نے پوچھا کیا ہوا کہا کہ میں نے مسیلمہ سے صلح کر لی اور نکاح بھی کر لیا۔ لوگوں کو بہت ناگوار ہوا اور سجاح کو لعنت ملامت کی۔ قوم نے پوچھا کہ آخر مہر کیا مقرر ہوا سجاح نے کہا کہ اچھا میں پوچھ کر آتی ہوں کہ میرا مہر کیا ہے سجاح مسیلمہ کے پاس آئی اور مہر کا مطالبہ کیا۔ مسیلمہ نے کہا کہ جا اپنے ہمراہیوں سے یہ کہدے کہ مسیلمہ رسول اللہ نے سجاح کے مہر میں دو نمازیں فجر اور عشاء کی تم سے معاف کر دیں۔ جن کو محمد ﷺ نے تم پر فرض کیا تھا۔ سجاح نے واپس آ کر اپنے رفقاء کو اس مہر کی خبر کی۔ اس پر عطارد بن حاجب نے یہ شعر کہا

امست نبيتنا انثى نطوف بها
واصبح انبياء الناس ذكرانا

(شرم کی بات ہے ہماری قوم کی نبی عورت ہے جس کے گرد ہم چکر کاٹ رہے ہیں۔۔ اور لوگوں کے نبی مرد ہوتے چلے آئے ہیں۔

سجاح جب مسیلمہ کے پاس سے لوٹی تو اثناء راہ میں خالد بن ولید کے اسلامی لشکر مل گئے۔ سجاح کے رفقاء تو منتشر ہو گئے اور سجاح روپوش ہو گئی اور اسلام لے آئی اور پھر وہاں سے بصرہ چلی گئی اور وہیں اس کا انتقال ہوا اور سمرۃ بن جندبؓ نے اس کی نماز

جنازہ پڑھائی۔ حضرت سمرہؓ اس وقت حضرت معاویہؓ کی طرف سے امیر تھے۔ (تاریخ ابن الاثیر ص ۱۳۵ ج ۲)

اطلاع: سجاح اور مسیلمہ کے وہ الہامات جو اس خیمہ میں ہوئے وہ تاریخ ابن الاثیر اور تاریخ طبری (ص ۲۳۹ ج ۳) میں مذکور ہیں۔ ہم نے شرم کی وجہ سے ان کو حذف کر دیا۔

مختار بن ابی عبید ثقفی

مختار بن ابی عبید ثقفی۔ حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ اور عبد الملک بن مروان کے زمانہ میں ظاہر ہوا مدعی نبوت تھا اور یہ کہتا تھا کہ جبرئیل امین میرے پاس آتے ہیں ۶۷ھ میں عبد اللہ بن زبیرؓ کے حکم سے قتل کیا گیا۔ لعنۃ اللہ علیہ

وفی ایام ابن الزبیر کان خروج المختار الکذاب الذی ادعی النبوۃ فجھز ابن الزبیر لقتالہ الی ان ظفر بہ فی سنۃ سبع وستین وقتلہ لعنہ اللہ (تاریخ الخلفاء للسیوطی ص ۸۳)

ترجمہ۔ عبد اللہ بن زبیر کے زمہ میں مختار کذاب مدعی نبوت کا خروج ہوا تھا۔ حضرت عبد اللہ ب زبیر نے اس کے قتل کے لئے لشکر تیار کیا۔ یہاں تک کہ اس پر فتح پائی ۶۷ء کا یہ واقعہ ہے یہ شخص ملعون آخر کار قتل ہوا۔ (تاریخ الخلفاء ص ۸۳)

وقد ظھر بالعراق وکان یدعی ان جبرئیل یاتیہ بالوحی . کذافی دول الاسلام للحافظ الذھبی ص ۳۵ ج ۱۔

حافظ ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ یہ شخص عراق میں ظہور پذیر ہوا۔ اس کا دعویٰ تھا کہ جبرئیل امین میرے پاس وحی لاتا ہے۔ (دول الاسلام ص ۳۵ ج ۱)

حارث بن سعید کذاب دمشقی

حارث بن سعید نے عبد الملک بن مروان کے زمانہ خلافت میں نبوت کا دعویٰ کیا۔ عبد الملک بن مروان نے اس کو قتل کر کے عبرت کے لئے سولی پر لٹکایا۔

عبد الملک بن مروان خود تابعی تھا۔ حضرت عثمانؓ اور ابو ہریرۃؓ اور ابو سعید خدریؓ اور عبد اللہ بن عمرؓ اور معاویہؓ اور ام سلمہؓ اور بریرۃؓ سے حدیث سنی تھی اور عروۃ بن زبیرؒ اور خالد بن معدانؒ اور زہریؒ جیسے علماء تابعین عبد الملک سے روایت کرتے تھے۔

(تاریخ الخلفاء ص ۸۴)

ان حضرات کی موجودگی میں عبد الملک نے اس متنبی کو قتل کر کے سولی پر لٹکایا۔ قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں۔

عبد الملک بن مروان نے حارث متنبی کو قتل کیا اور سولی پر چڑھایا۔ اسلامی خلفاء اور بادشاہوں نے ہر زمانہ میں جھوٹے مدعیان نبوت کے ساتھ ایسا ہی کیا ہے اور علماء عصر نے ان کے فعل صواب پر اتفاق کیا۔ کیونکہ یہ جھوٹے مدعیان نبوت مفتری علی اللہ ہیں۔ خداوند تعالیٰ پر جھوٹا الزام رکھتے ہیں کہ اس نے ان کو نبی بنایا اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین اور لانبی بعدہٗ کے منکر ہیں اور علماء کا اس پر بھی اتفاق ہے کہ جو شخص مدعیان نبوت کی تکفیر کرنے والوں سے بھی اختلاف کرے وہ بھی کافر ہے۔ کیونکہ ان مدعیان نبوت کے کفر اور تکذیب علی اللہ پر راضی و خوش ہے۔

(نسیم الریاض ص ۵۷۵ ج ۴)

مغیرۃ بن سعید عجلی اور بیان بن سمعان تمیمی

۱۱۹ھ میں مغیرۃ بن سعید عجلی اور بیان بن سعید تمیمی نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ خالد بن عبد اللہ قسری نے جو ہشام بن عبد الملک کی طرف سے امیر عراق تھا۔ دونوں کو قتل کر کے عبرت کے لئے پھانسی پر لٹکایا اور پھر آگ کے گڑھے میں ڈال کر جلوایا۔

(تاریخ کامل ص ۱۰۷ ج ۵ تاریخ طبری ص ۲۲۰ ج ۸)

شیخ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں کہ ہشام کے زمانہ خلافت میں سالم بن عبد اللہ بن عمر اور نافع مولی ابن عمر اور طاؤس اور سلیمان بن یسار اور قاسم بن محمد بن ابی بکر اور حسن بصری اور محمد بن سیرین اور مکحول اور عطاء بن ابی رباح اور امام باقر اور وہب بن منبہ اور سکینہ بنت حسین اور ثابت بنانی اور مالک بن دینار اور ابن شہاب زہری اور ابن عامر مقری شام وغیرہ وغیرہ یہ اکابر علماء موجود تھے اور شعراء میں جریر اور فرزوق تھے۔ (تاریخ الخلفاء ص ۹۱ مصری)

امام عبد القاہر بغدادی نے فرمایا ہے۔ تیسری فصل فرقہ مغیریہ کے ذکر میں ہے یہ لوگ مغیرہ بن سعید عجلی کے پیروکار ہیں آگے چل کر لکھا ہے کہ مغیرہ نے کفر صریح اختیار کیا۔ مثلاً نبوت کا دعویٰ کرنا اور اسم اعظم کے علم کا مدعی ہونا وغیرہ وغیرہ اس نے اپنے مریدوں کے آگے یہ خیال بھی ظاہر کیا تھا کہ اسم اعظم کے ذریعہ سے وہ مردوں کو بھی زندہ کر سکتا ہے اور لشکروں کو بھی شکست دے سکتا ہے۔

ابو منصور عجلی

یہ شخص ابتداء میں رافضی تھا بعد میں ملحد اور زندیق بنا اور مرزائیوں کی طرح آیات قرآنیہ میں عجیب عجیب تاویلیں کیں اور نبوت کا دعویٰ کیا۔ یوسف بن عمر ثقفی جو کہ خلیفہ ہشام بن عبد الملک کی طرف سے عراق کا والی اور امیر تھا۔ اس کو جب اس کے عقائد کفریہ کا علم ہوا تو ابو منصور کو گرفتار کرا کے کوفہ میں پھانسی پر لٹکایا۔

چنانچہ شیخ عبد القاہر بغدادی اپنی کتاب "الفرق بین الفرق" ص ۲۳۴ میں لکھتے ہیں کہ فرقہ منصوریہ ابو منصور عجلی کے متبعین کا نام ہے۔ اس شخص کا دعویٰ تھا کہ امامت اولاد علی کرم اللہ وجہہ میں دائر ہے اور اپنے آپ کو امام باقر رضی اللہ عنہ کا خلیفہ بتلاتا اس کے بعد اپنے ملحدانہ دعاوی میں اضافہ کیا کہ مجھے معراج آسمانی ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ نے میرے سر پر اپنا ہاتھ پھیر کر فرمایا! بیٹے میری تبلیغ کر تا رہ اس کے بعد زمین پر اتار دیا اور کہا کرتا تھا کہ آیت خداوندی وان یروا کسفا من السماء ساقطا یقولوا سحاب مرکوم میرے حق میں نازل ہوئی یہ فرقہ

آج کل کے نیچریوں اور منکرین حدیث کی طرح) قیامت اور جنت و دوزخ کا منکر تھا۔ ان کا خیال تھا کہ جنت سے مراد دنیا کی نعمتیں اور دوزخ سے مراد دنیا کے رنج و الم اور مصائب ہیں اور ان کے نزدیک باوجود اس ضلالت کے اپنے مخالفوں کا خفیہ قتل کرنا جائز تھا۔ یہ فتنہ جاری رہا۔ یہاں تک یوسف بن عمر ثقفی والی عراق نے ابو منصور عجلی کو سولی پر لٹکا کر اس فتنہ کا قلع قمع کیا۔

ابو الطیب احمد بن حسین مُتنبّی

ابو الطیب احمد بن حسین کوفی جو متنبی کے نام سے ایک مشہور شاعر ہے اور جس کا دیوان دنیا میں مشہور اور فن ادب کا جزو نصاب ہے۔ حمص کے قریب مقام سماوہ میں اس نے نبوت کا دعویٰ کیا اور کچھ اہل جماقت اور اہل غباوة اس کے تبع ہو گئے امیر حمص نے متنبی کو جیل خانہ میں بند کر دیا۔

بالآخر جب جیل خانہ سے دعوائے نبوت سے تحریری توبہ نامہ لکھ کر بھیجا تب رہا ہوا۔ حافظ ابن کثیر رحمتہ اللہ تعالیٰ البدایہ والنہایہ ص ۲۵۷ ج ۱۱ میں لکھتے ہیں۔

"اس شخص نے یہ دعویٰ کیا کہ میں نبی ہوں۔ اور میری طرف وحی آتی ہے جاہلوں اور سفلہ لوگوں کی ایک جماعت نے اس کو مان لیا۔ نزول قرآن کا بھی یہ شخص مدعی تھا۔ چنانچہ اس کی وحی اور قرآن کے چند جملے شہرت پاچکے ہیں۔ والنجم السیار والفلک الدوار واللیل والنہار ان الکافر لفی خسار امض علی سننک واقف اثر من کان قبلک من المرسلین فان اللہ قامع بک من الحد فی دینہ وضل عن سبیلہ اس قسم کے ہذیانات (جیسا کہ غلام احمد قادیانی نے براہین احمدیہ میں وحی اور الہامات اکٹھے کئے ہیں) اس شخص کے بھی مشہور ہو گئے تھے جس وقت اس مدعی نبوت کی خبریں اور چرچے عام ہوئے اور ایک جماعت اہل غباوت و جماقت اس کے گرد جمع ہو گئی تو حمص کے حاکم امیر لو لو نے اس پر چڑھائی کی۔ اور قتل و مقابلہ کے بعد اس کے آدمیوں کو منتشر کیا اور اسے گرفتار کر کے قید و بند میں ڈال دیا

چنانچہ جب احمد بن حسین کافی عرصہ جیل خانے میں بیمار رہنے کے بعد ہلاکت کے قریب پہنچ گیا۔ تو امیر نے اسے نکل کر توبہ کا مطالبہ کیا اسوقت احمد بن حسین دعوائے نبوت سے تائب ہوا اور اپنے پچھلے تمام دعاوی کو جھٹلایا۔۔ اور ایک تحریری توبہ نامہ شائع کیا جس میں لکھا تھا کہ میں تائب ہو کر دوبارہ اسلام میں داخل ہوتا ہوں اور میرے پچھلے تمام دعاوی غلط اور جھوٹ تھے۔ اس پر امیر نے اس کو آزاد کر دیا۔ (تاریخ بدایہ والنہایہ)

اختصار کی بنا پر عربی عبارات کو حذف کر دیا گیا ہے۔

حافظ ابن کثیر کتاب مذکور کے ص ۲۵۶ پر لکھتے ہیں

وقد شرح دیوانہ العلماء بالشعر واللغتہ نحوا من ستین شرحا وجیزا و بسیطا

ترجمہ۔ علماء لغت اور علماء شعر نے متنبی کے دیوان کی مختصر اور مطول ساٹھ شرحیں لکھی ہیں۔

یہ ساٹھ شرحیں تو حافظ ابن کثیر کے زمانہ تک لکھی گئیں۔ اور ۷۷۴ ھ (جو کہ ابن کثیر کا سن وفات ہے اس) سے لے کر ۱۴۱۳ھ تک جو شروح و حواشی لکھے گئے وہ اس کے علاوہ ہیں۔

قصیدہ اعجازیہ مرزا غلام احمد قادیانی

مرزا صاحب کو اپنے قصیدہ اعجازیہ پر ناز ہے جو غلطیوں سے بھرا ہوا ہے مرزا صاحب اور ان کے متبعین کو جاننا چاہئے کہ مرزا صاحب کے قصیدہ اعجازیہ کے اشعار کو دیوان **متنبی** کے اشعار سے کوئی نسبت بھی نہیں۔ ممکن ہے کہ قادیان کے کچھ دہقان مرزا صاحب کے قصیدہ اعجازیہ پر ایمان لے آئیں۔ مگر ذرا دنیا کے ادباء اور شعراء کے سامنے پیش کر کے دیکھیں ابھی معلوم ہو جائے گا کہ قادیان کے دہقان کا کیا ہذیان ہے

فتلک عشرۃ کاملہ

اس وقت ہم فقط ان دس مدعیان نبوت کے قتل اور صلب کے واقعات پر اکتفاء کرتے ہیں۔

اند کے پیش تو گفتم غم دل ترسیدم
کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است

بقیہ: عورت کے حقوق

خوب کام انجام دے گا ایک بج گیا اور کوئی نہ آیا اس نے کہا کیا قصہ پیش آگیا وہ آئی تو آکے دیکھا کہ ایک بچہ ادھر رو رہا ہے ایک بچہ ادھر پڑا رو رہا ہے اور چارپائی چولھے پر پڑی ہوئی ہے نہ کھانا نہ دودھ نہ چارپائی نہ اپنے بچے گھر میں کوئی چیز بھی ٹھکانے پر نہیں اور خاوند صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔

اس نے کہا کہ کیا بات ہے خاوند نے کہا بس کچھ نہیں یہ تیرا ہی کام ہے میرے بس کا کچھ نہیں۔ پھر اس نے کھیتی کا کام شروع کیا اور عورت نے گھر کو سنبھالا تو واقعہ یہ ہے کہ عورت کا بڑا حوصلہ ہے کہ گھر میں بچوں کو سنبھالنا کھانا پکانا گھر کا انتظام کرنا اور خاوند کے سارے معمولات اور خدمات کو انجام دینا۔ اگر خاوند کو چار خدمتیں سپرد کر دی جائیں تو دیوانہ ہو جائے یہ عورت ہی کر سکتی ہے چونکہ یہ چیز تھی اس واسطے شریعت اسلام نے اس کا رتبہ بلند کیا باپ سے زیادہ اس کے حقوق بڑھائے۔ مرد منصب کے لحاظ سے کتنا ہی بلند سہی لیکن حقوق کے لحاظ سے اتنا بلند نہیں ہے جتنے شریعت نے عورت کے حقوق قائم کئے ہیں۔

تو شریعت کا یہ خاص اصول ہے کہا ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض۔ جو زمین میں ضعیف اور کمزور ہیں ہم ان کو ابھاریں گے۔ ہمارا یہ اصول ہے کہ ان کو بلند و بالا کیا جائے تو عورت ضعیف نازک تھی اس لئے اس کو ابھارا!! ●●

رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبی کا منافقانہ کردار

عبداللہ بن ابی بن سلول مدینہ منورہ کے قبیلے خزرج کا رئیس تھا جس کو باہمی اتحاد کی خاطر اوس اور خزرج دونوں قبیلوں نے اپنا بادشاہ بنانا تسلیم کرلیا تھا اور اس کے لئے تاج بھی تیار ہوچکا تھا صرف تاج پوشی کی رسم ادا کرنا باقی تھی۔ شہنشاہ دو جہاں حضور اکرم صلی علیہ وسلم کے مدینہ تشریف لانے سے وہ بادشاہ نہ بن سکا اور اپنی اس حسرت کو زندگی بھر کے لئے حسد میں تبدیل کر کے رئیس المنافقین بن گیا۔ بظاہر مسلمان ہوگیا لیکن دین اسلام اور حضور ﷺ کو نقصان پہنچانے میں پوری زندگی غارت کردی۔ آنحضرت ﷺ کے ہجرت کر کے مدینہ آنے سے پہلے انصار کے دو قبیلے رہتے تھے۔ جو بے شمار خاندانوں میں بٹے ہوئے تھے یہ ایک ہی قبیلے بنو قحطان کی دو شاخیں تھیں جو یمن سے آکر مدینہ میں آباد ہوئے تھے انہیں آل اسماعیل بھی کہا جاتا تھا۔ ان کا نسب نامہ حارثہ بن ثعلبہ سے جاملتا ہے جو ان کا جد اعلیٰ تھا۔ یہودی بیت المقدس چھوڑ کر پہلے ہی یہاں آکر آباد ہوگئے تھے۔ یہودیوں نے دونوں قبیلوں کے خلاف محاذ آرائی شروع کردی اور آخر کار دونوں قبیلوں نے متحد ہو کر یہودیوں کو مدینہ سے نکل کر مضافاتی بستیوں میں جاکر آباد ہونے پر مجبور کردیا۔ اوس اور خزرج کے بڑھتے ہوئے اثرات کو روکنے کے لئے یہودیوں نے ان کے درمیان اختلاف پیدا کردیے۔ کچھ یہودی ایک قبیلہ کے اور کچھ دوسرے قبیلہ کے حلیف بن گئے۔ جنگ سمیر اور جنگ بعاث سے دونوں قبیلے انتہائی کمزور ہوگئے اور ان کو مدد اور سہارے کی ضرورت پیش آئی۔ عبداللہ بن ابی کی ... قبیلوں کی طرف سے نامزدگی بھی اسی ضرورت کا ایک حصہ تھی۔

اس دوران انصار مدینہ کی کثیر تعداد دین اسلام کی تعلیمات اور خوبیوں سے متاثر ہو کر مسلمان ہوچکی تھی اور حضور اکرمؐ کو صرف پناہ لینے کے لئے ہی نہیں بلکہ اپنا حاکم اور سرپرست بنا کر مدینہ تشریف لانے کی باقاعدہ درخواست پیش کی تھی۔ انہیں معلوم تھا کہ اس دعوت کے نتیجے میں مدینہ کی پرامن بستی مکہ کے مردوں کی زد میں آجائے گی لیکن اس کی پرواہ نہ کرتے ہوئے انہوں نے آپ کو مدینہ بلا کر سربراہ بنایا اور آپ کے ساتھ ہجرت کرنے والوں کو اپنے برابر حقوق دیے اور اپنی جائیدادیں ان کو پیش

بابو شفقت قریشی سیام

کیں۔ اس صورت حال نے عبداللہ بن ابی کو بے حد پریشان کردیا لیکن اس نے مصلحت اسی میں سمجھی کہ مسلمان ہو کر مسلمانوں کے خلاف سازشیں کر کے ان کو نقصان پہنچائے۔ وہ خاص طور پر اس وجہ سے سخت غم و غصہ میں تھا کہ محسن سرکار دو جہاں ﷺ کی آمد اور گھر گھر میں اسلام کی شمع روشن ہوجانے کے سبب مدینہ کا بادشاہ بنتے بنتے رہ گیا۔ بظاہر تو وہ آپؐ کو اللہ کا رسول برحق مانتا تھا اور اس کا برملا اعلان بھی کرتا تھا لیکن حسد کی آگ میں جل رہا تھا اس لئے در پردہ سازشوں میں مصروف رہتا تھا۔ ایک دفعہ حضور ﷺ کہیں تشریف لے جارہے تھے تو آپ کی شان میں انتہائی بدتمیزی کے جملے استعمال کئے۔ حضور اکرم ﷺ نے حضرت سعد بن عبادہ سے شکایت کی تو انہوں نے کہا یارسول اللہ اس کو معاف فرمادیجئے آپ کے تشریف لانے سے پہلے ہم اس کو بادشاہ بنانے کی تیاری کر رہے تھے اب وہ سمجھتا ہے کہ آپ کی وجہ سے اس کی بادشاہی چھن گئی ہے۔" اس کے منافقانہ رویے اور سازشوں کا اکثر اوقات اظہار ہوتا رہتا تھا۔ غزوہ بدر کے بعد یہودیوں کے ایک قبیلہ نے نہ صرف حضور ﷺ سے بدعہدی کی بلکہ سرکشی پر بھی تل گئے۔ آپ کو مجبوراً جب ان پر چڑھائی کرنا پڑی تو عبداللہ بن ابی نے یہودیوں کی حمایت کرتے ہوئے کہا کہ آپ ان جنگ جو نوجوانوں کو کیوں ختم کرنے پر تلے ہوئے ہیں جو ہر دشمن کے مقابلے میں میرا ساتھ دیتے رہے ہیں۔ آپ کی زرہ کو ہرگز نہیں چھوڑوں گا جب تک آپ میرے حلیفوں کو معاف نہیں کریں گے جنگ احد کے موقعہ پر رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کھل کر سامنے آگیا اور اپنی منافقت اور غداری کا کھلا ثبوت فراہم کردیا۔ مقام شوط پر حضرت بلال کو اذان فجر کا حکم ہوا۔ صفیں سیدھی کیں اور نماز فجر ادا کی گئی۔ اسی مقام پر عبداللہ بن ابی اپنے تین سو منافق ساتھیوں کو لے کر لشکر اسلام سے علیحدہ ہوگیا۔ وہ گھڑی بے حد نازک تھی۔ دشمن کے تین ہزار مسلح آوروں کے مقابلے میں مسلمانوں کی ایک ہزار تعداد پہلے ہی بے حد کم تھی اس کی اس حرکت سے تعداد کم ہو کر صرف سات سو رہ گئی۔ اس پر ہی بس نہیں کی بلکہ علی الاعلان کہا کہ "ہم بے وجہ اپنی جانوں کو کیوں ہلاکت میں ڈالیں۔" صبح کی روشنی میں مشرکین مکہ آور یہ منظر دیکھ رہے تھے اور ...

باقی صفحہ ۱۲

چیچنیا

اُمّت کی آزمائش

محترم مسلم سجاد

چیچنیا کے مٹھی بھر سرفروش جس آن بان سے روس جیسی طاقت کو ناکوں چنے چبوا رہے ہیں، یقیناً اکیسویں صدی کے آغاز پر وہ امت مسلمہ کے درخشاں مستقبل کا سرعنوان ہے۔ یہ وہ لٹا ہوا روس ہے جس کے دبدبے کا اب بھی یہ عالم ہے کہ مسلمانوں کے بڑے بڑے ملک انسانی حقوق کی سنگین خلاف ورزیوں اور شہری آبادیوں پر بے پناہ مظالم کے باوجود ایک کلمۂ مذمت کہنا تو درکنار، اگر روس یہ الزام لگا دے کہ آپ کے ہاں سے ان ڈاکوؤں کی مدد ہو رہی ہے، تو وہ کانوں کو ہاتھ لگاتے ہیں کہ جی یہ ہماری کیا مجال کہاں! عدم مداخلت کے اصول نے ان کے ہاتھ باندھ دیے ہیں اور ان کی زبانیں گنگ کر دی ہیں۔ اس اصول کو سب سے پہلے ہم کو توڑنا چاہیے کہ مسلمان پر جہاں بھی ظلم ہو، ہر مسلمان ملک کا مسئلہ ہے، لیکن اب جب دوسرے اپنے ورلڈ آرڈر کے تحت اس اصول کو پاؤں تلے روند چکے ہیں، مسلمان ملک اسے سینے سے لگائے بیٹھے ہیں۔

گروزنی کی لڑائی آج بھی جاری ہے۔ روسی جرنیل جس شورش کو ڈھائی دن میں فرو کرنے کے لیے دو سال پہلے لاؤ لشکر لائے تھے، وہ ان کے اور ان کے حکمرانوں کے لیے آج بھی ڈراؤنا خواب بنی ہوئی ہے۔ اوائل مارچ کے تازہ ترین واقعہ میں چیچن سرفروشوں نے اچانک حملہ کیا اور حیرت زدہ روسی لاشیں چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ اب دوبارہ قبضے کے لیے کمک پر کمک آ رہی ہے، لیکن گروزنی کی تسخیر یلسن کو صرف خواب ہی میں نظر آتی ہے۔ اس سے قبل Budeinnovsk کے اسپتال والے واقعہ کی تفصیلات چیچن سرفروشوں کی جانبازی اور روسی افواج کے ظلم اور بزدلی کی آئینہ دار ہیں۔ داغستان کے قریب قصبہ Pervomais-koye پر یرغمالی چھڑانے کے لیے جس بے دردی سے فوجی کارروائی کی گئی اس پر خود روسیوں نے اپنی فوج کو وحشی جانور قرار دیا۔

قوموں کی تاریخ میں اس طرح کے واقعات ایک طرح کی کسوٹی ہوتے ہیں جس پر ہر فریق اپنے کو جانچ سکتا ہے اور آئینہ میں اپنا چہرہ دیکھ سکتا ہے۔ مغربی اقوام نے خود اپنے جنیوا کے بین الاقوامی کمیشن کا یہ مطالبہ تسلیم نہیں کیا کہ بین الاقوامی قوانین کی کھلی خلاف ورزیوں پر روس کا کونسل آف یورپ میں داخلہ موخر کر دیا جائے۔ انہیں تو یہ شکایت ہے روس قابو کرنے میں اتنی دیر کیوں لگا رہا ہے۔

۱۹۹۱ء میں جعفر دادا یوف کے چیچنیا کے اعلان آزادی کے بعد روس نے جو پالیسی اختیار کی وہ کھلی نسل کشی کی صورت اختیار کر چکی ہے۔ اب کاکیشیا کے دوسرے مسلمان بھی یہ سوچنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ وہ روس کے اندر نہیں رہ سکتے۔ مغرب کے بعض باضمیر اخبارات روس کو مشورے دے رہے ہیں کہ وہ آبادیوں کو ملیامیٹ کرنے کے بجائے آزادی دینے کے لیے راستے نکالے۔ روس کے ذرائع ابلاغ اپنے عوام کو گمراہ کن اطلاعات دے رہے ہیں لیکن جن تک صحیح اطلاعات پہنچ رہی ہیں وہ روسی حکومت سے بیزار ہو رہے ہیں۔ رہا ہونے پر یرغمالی چیچن لوگوں کے حسن سلوک کی گواہی دیتے ہیں، انہیں جو نقصان پہنچا روسی فوج کی کارروائی سے پہنچا۔

چیچنیا کا جہاد آزادی دنیا کے ہر مسلمان کے لیے ایک آزمائش اور پکار ہے۔ او آئی سی (Oh! I See) ایک غیر مؤثر اور بے آواز ادارہ ہے۔ اصولاً تو حکومتوں کی دہشت گردی کا مقابلہ کرنے والوں کو قوت بہم پہنچانا چاہیے، سربوں کے خلاف، بھارتیوں کے خلاف، اسرائیل کے خلاف، روسیوں کے خلاف، متحدہ محاذ بنانا چاہیے لیکن ستم ظریفی یہ ہے کہ دہشت گردی کا شکار ہونے والوں پر ہی دہشت گردی کا لیبل چسپاں کر دیا گیا ہے اور خود مسلمانوں کی حکومتیں کارروائی کے لیے اپنے کندھے لیے حاضر ہیں۔ اس پر جتنی بھی نفرین کی جائے کم ہے۔ تفو بر تو ۔ ۔ ۔

ایک فریضہ مسلم اہل قلم اور تخلیق کاروں کا ہے۔ مسلمانوں کا درد رکھنے والے جو بھی ذرائع ابلاغ سے متعلق ہیں، انہیں چاہیے کہ ذرائع ابلاغ کے ذریعے چیچنیا کے مجاہدوں کا پیغام ہر مسلمان کے دل کی آواز بنا دیں۔ یہی ہماری طاقت کا راز ہے، ہمارا وہ نیوکلیر بم ہے جسے امریکہ لوپی نہیں اٹھا سکتا۔ ہم پاکستانی جنہیں سقوط ڈھاکہ کے وقت سیکورٹی کونسل میں بھٹو کی تقریر نے چھوٹے ہونے کا سبق پڑھایا تھا ذرا چشم سر سے دیکھیں کہ لیاقت آباد جتنے چیچنیا کو روس بڑا نظر نہیں آیا۔ ہم صرف اپنا ایمان درست کر لیں تو بھارت ہماری ٹھوکروں میں اور کشمیر ہمارے ہاتھ میں ہوگا۔ دشمنوں کو صرف یہ معلوم ہو جائے کہ چیچنیا کا سبق ہم نے بھی پڑھ لیا ہے۔ امت کو بیدار کرنے کے لیے منظم گروہوں کو آگے بڑھنا چاہیے اور سرفروشی، ایمان، عزیمت اور قربانی کی جو داستانیں چیچنیا میں، کشمیر میں، فلسطین میں اور ہر محاذ پر خون سے رقم کی جا رہی ہیں ان کا آہنگ ہر مسلمان کے دل میں دھڑکنا چاہیے۔

ڈاکٹر محمد اشرف شاہین قیصرانی

قسط نمبر۲

قادیانی مَذہَب

ایک تحقیقی اور تنقیدی جائزہ

معاشی سیاسی اور ثقافتی اہمیت

معاشی اہمیت

قادیانی جماعت معاشی اعتبار سے خاصی منظم اور متمول جماعت تصور کی جاتی ہے۔ اس لئے کہ یہ جماعت کمل درجے کا اتحاد و اتفاق رکھتی ہے۔ ان کا اپنا اجتماعی بیت المال ہے جس میں ہر قادیانی اپنی آمدنی کا دسواں حصہ لازمی طور پر جمع کرواتا ہے۔

اسی طرح ربوہ کے قبرستان میں دفن ہونے کا خواہشمند ہر قادیانی اپنی وفات سے قبل اپنی جائیداد کا دسواں حصہ مرکزی بیت المال کے نام کرنے کا پابند ہوتا ہے۔ اس بیت المال سے مذہبی تبلیغ و تشہیر کے علاوہ نادار قادیانیوں کی اجتماعی کفالت بھی کی جاتی ہے۔ ویسے بھی اس جماعت میں متمول حضرات کی اکثریت ہے جو ایک دوسرے کی باہمی امداد بلکہ خاطر کرتے رہتے ہیں۔ جماعت میں کچھ بڑے بڑے صنعتکار بھی شامل ہیں۔ مثلاً "مشہور عالم شیزان کی مصنوعات قادیانیوں ہی کی ملکیت ہیں۔ بڑے بڑے زمیندار بھی ہیں اور سرکاری ملازم بھی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی معلومات کے مطابق اس وقت پاکستان کی افواج میں ان کی تعداد ۲۷۵ ہے۔ سول ملازمتوں میں بھی خاصی تعداد میں موجود ہیں۔ تاہم پاکستان کی اجتماعی معیشت میں قادیانی جماعت نے کوئی ایسا قابل ذکر کردار ادا نہیں کیا جیسا کہ فرقہ اسماعیلیہ والے کر رہے ہیں۔ یعنی کوئی رفاہی منصوبہ یا تعلیمی ادارہ یا کوئی رفاہی کام یا ملکی معیشت میں کوئی قابل ذکر تعاون قادیانی جماعت کے ریکارڈ پر ہمیں نظر نہیں آیا۔

سیاسی اہمیت

سیاسی اعتبار سے قادیانیت کی تاریخ بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ کیونکہ اس کا پس منظر فی الحقیقت مذہبی کی بجائے سیاسی تھا۔ انگریزوں نے مسلمانوں کے تشخص کو پارہ پارہ کرنے کے لئے اس تحریک کو جنم دیا تھا۔(۲۶)

یہی وجہ ہے کہ مرزا غلام احمد نے اپنی تبلیغی مساعی میں جس چیز کو سب سے زیادہ اہمیت دی وہ مسلمانوں کے جذبہ جہاد کو ختم کرنا تھا۔ انہوں نے اپنی تحریروں میں جابجا جہاد کے منسوخ ہو جانے کی خبر دی۔ فرماتے ہیں۔

"آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا۔ خدا کے حکم سے بند کیا گیا۔ اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا اور اپنا نام غازی رکھتا ہے۔ وہ اس رسول کریم ﷺ کی نافرمانی ہے۔ جس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرمایا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائیں گے۔ سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں۔ ہماری طرف سے امان اور صلح کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا۔"(۲۷)

"یہی وہ فرقہ (یعنی مرزا صاحب کا اپنا فرقہ) ہے جو دن رات کوشش کر رہا ہے کہ مسلمانوں کے خیالات میں سے جہاد کی بے ہودہ رسم کو اٹھا دے۔"(۲۸)

غرضیکہ تنسیخ جہاد کے حکم کے منطقی نتیجہ کے طور پر مرزا غلام احمد اور قادیانی جماعت نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں حصہ لینے والوں کی بھرپور مذمت کی (۲۹) اسی طرح ۱۹۱۲ء میں ترکوں کی جنگ بلقان کے موقعہ پر جب ہندوستانی مسلمانوں نے ترکی کی حمایت میں زبردست تحریک چلائی تو قادیانیوں نے ملکی اور بین الاقوامی سطح پر ترکوں کی زبردست مخالفت کی۔ اور ترکوں کی شکست کے بارے میں پیش گوئیاں بھی کیں (۳۰)۔ اسی طرح ۱۹۱۷ء میں جب برطانوی افواج نے بغداد پر قبضہ کیا۔ تو مرزائی جماعت نے اس پر بھی بے پناہ خوشی کا اظہار کیا (۳۱)۔ یہ وہ جنگ تھی جس میں خود قادیانیوں نے بھی شرکت کی۔ اور نتیجے کے طور مرزا محمود احمد کے ایک رشتہ دار میجر حبیب اللہ شاہ کو عراق پر گورنر نامزد کیا گیا۔ میجر حبیب اللہ شاہ جنگ عظیم اول میں بھرتی ہو کر عراق گئے تھے اور وہاں فوج میں ڈاکٹر تھے۔ غرضیکہ بین الاقوامی سطح پر فلسطین اور اہل فلسطین کی مخالفت۔ اسرائیل کی حمایت۔ اسرائیل میں قادیانی مشن کا قیام۔ افغانستان میں جنگ کابل کے سلسلے میں انگریزوں کی حمایت اور افریقی ممالک میں مذہبی و سیاسی سرگرمیاں قادیانی جماعت کے سیاسی کردار کو واضح کرتی ہیں۔ جہاں تک تحریک پاکستان اور مسلمانان برصغیر کی فلاح و بہبود کی دیگر تحریکوں کا تعلق ہے۔ ان میں بھی قادیانی جماعت کا سیاسی کردار ہمیشہ مخالفانہ رہا۔ پاکستان کی حد بندی کے موقعہ پر بھی قادیانی جماعت نے ضلع گورداسپور ـــــــ جس میں قادیان کا قصبہ واقع ہے ـــــ کو علیحدہ و یکسٹی قرار دینے کا مطالبہ کیا۔ جو منظور تو نہ ہو سکا البتہ حد بندی کمیشن نے قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ فرقہ تصور کرتے ہوئے گورداسپور کو مسلم اقلیت کا علاقہ قرار دے کر ہندوستان میں شامل کر دیا جس سے نہ صرف گورداسپور مسلمانوں سے چھن گیا۔ بلکہ

ملحقہ علاقہ کشمیر بھی پاکستان سے کٹ گیا۔

قیام پاکستان کے بعد قادیانی جماعت کی ہمیشہ یہ خواہش رہی کہ کسی نہ کسی طرح انہیں پاکستان میں کلیدی مناصب یا اقتدار حکومت حاصل ہو جائے۔ اگرچہ قیام پاکستان سے قبل ہی یہ خواب ان کے ذہنوں میں تھا کہ ہمیں احمدی حکومت قائم کرنی ہے (۳۲)۔ تاہم یہ خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو سکا۔

قیام پاکستان کے بعد چونکہ سر ظفر اللہ خان حکومت پاکستان کے وزیر خارجہ مقرر ہو گئے لہٰذا انہوں نے جماعت کی حیثیت کو خاصا بلند کر دیا۔ ۱۹۹۵ء میں قادیانی جماعت کا پہلا یورپی کنونشن لندن میں منعقد ہوا جس کی خبر روزنامہ جنگ راولپنڈی میں کچھ اس طرح شائع ہوئی۔

(لندن) ۳ اگست (نمائندہ جنگ) جماعت احمدیہ کا پہلا یورپی کنونشن جماعت کے لندن مرکز میں منعقد ہو رہا ہے جس میں تمام یورپی ممالک کے احمدیہ مشن شرکت کر رہے ہیں کنونشن کا افتتاح گزشتہ روز ہیگ کی عالمی عدالت کے جج سر ظفر اللہ خان نے کیا یہ کنونشن ۷ اگست تک جاری رہے گا جماعت نے مختلف ۷۵ ممالک میں اپنے مشن قائم کر لئے ہیں برطانیہ میں جماعت کے ۱۸ مراکز قائم ہو چکے ہیں۔ کنونشن میں شریک مندوبین نے اس بات پر زور دیا کہ اگر قادیانی جماعت بر سر اقتدار آ جائے تو امیروں پر ٹیکس لگائے جائیں اور دولت کو از سر نو تقسیم کیا جائے ساہوکاری اور سود پر پابندی لگادی جائے اور شراب نوشی ممنوع قرار دی جائے (۳۳)۔

غرضیکہ قیام پاکستان کے فوراً بعد انہیں خاصی اہمیت حاصل ہوئی تبلیغ و تشہیر کے مواقع میسر آئے تاہم حکومت بنانے کا خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو سکا البتہ سرکاری اور کلیدی مناصب پر بہت سے قادیانی حضرات فائز ہوئے لیکن علماء اسلام کی متواتر اور مسلسل جدوجہد سے کبھی بھی اس جماعت کو سکون خاطر میسر نہ ہو سکا اور اس کا اندازہ قیام پاکستان کے ساتھ ہی قادیانی جماعت کو ہو گیا تھا چنانچہ ۱۹۴۸ء میں قادیانی خلیفہ نے پورے پاکستان کی بجائے صرف بلوچستان (جو اپنی جغرافیائی حدود اور قبائلی نظام کی وجہ سے پاکستان کا حساس ترین صوبہ ہے) کو اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنانے کے ارادے کا اظہار کیا قادیانی خلیفہ نے ۲۳ جولائی ۱۹۴۸ء کو کوئٹہ میں ایک خطبہ دیتے ہوئے اس ارادے کا اظہار ان الفاظ میں کیا

"غرض بلوچستان کی آبادی ۵ یا ۶ لاکھ ہے اور اگر ریاستی بلوچستان کو ملا لیا جائے تو اس کی آبادی ۱۱ لاکھ ہے لیکن چونکہ یہ ایک یونٹ ہے اس لئے اسے بہت بڑی اہمیت حاصل ہے زیادہ آبادی کو تو احمدی (قادیانی) بنانا مشکل ہے لیکن تھوڑے آدمیوں کو احمدی (قادیانی) بنانا کوئی مسئلہ نہیں بس جماعت اس طرف اگر پوری توجہ دے تو اس صوبے کو بہت جلدی احمدی (قادیانی) بنایا جا سکتا ہے یاد رکھو تبلیغ اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتی جب تک ہماری بنیاد مضبوط نہ ہو پہلے بنیاد مضبوط ہو تو پھر تبلیغ پھیلتی ہے بس پہلے کسی نہ کسی جگہ اپنی بنیاد قائم کر لو کسی بھی ملک میں بنالو اگر ہم سارے صوبے کو احمدی (قادیانی) بنالیں تو کم از کم ایک صوبہ تو ایسا ہو جائے گا جس کو ہم اپنا صوبہ کہہ سکیں گے اور یہ بڑی آسانی کے ساتھ ہو سکتا ہے۔" (۳۴)

مگر یہ خواہش بھی پایہ تکمیل کو نہ پہنچ سکی۔ کچھ ایسا ہی خواب قادیانی جماعت نے کشمیر کے لئے دیکھا تھا۔ مگر وہاں یہ خواب خواب ہی رہا۔ بلکہ علماء کی کاوشوں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی تحریک حکومتی فیصلوں اور عوام کی یکسر بے اعتنائی بلکہ قادیانی جماعت سے حد درجہ نفرت کی بناء پر آج قادیانیوں کا پاکستان میں رہنا بھی مشکل ہو گیا ہے۔

موجودہ صورت حال یہ ہے کہ قادیانیوں کی پاکستان کی قومی اسمبلی میں ان کی آبادی کے اعتبار سے صرف ایک سیٹ ہے۔ اور اس پر بھی قادیانی جماعت انتخاب میں حصہ لینا پسند نہیں کرتی کیونکہ وہ اپنے آپ کو غیر مسلم تسلیم کرنے پر تیار نہیں۔ عام انتخابات میں قادیانی جماعت مرکزی طور پر انتخابات کا بائیکاٹ کرتی ہے۔ تاہم انفرادی سطح پر قادیانی عام طور پر اس جماعت کا ساتھ دیتے ہیں جو سیکولر سوچ کی حامل ہو۔

ویسے بھی چونکہ ان کی آبادی بہت کم ہے لہٰذا کوئی بھی سیاسی جماعت انہیں درخور اعتنا نہیں سمجھتی۔ موجودہ وقت میں ان کی مذہبی تبلیغ و تشہیر پر مکمل پابندی عائد ہے۔ البتہ ان کے اخبارات و رسائل الفضل (ربوہ) انصار اللہ، تحریک جدید (ربوہ) اور ہفت روزہ لاہور (لاہور) شائع ہوتے ہیں۔ ان میں موخر الذکر ہفت روزہ لاہور قادیانیوں کے فرقہ لاہوری جماعت کا ترجمان ہے۔

تہذیب و ثقافت

قادیانی جماعت عام تہذیب میں عام مسلمانوں سے کوئی خاص امتیاز نہیں رکھتی۔ البتہ مذہب کے معاملے میں عام مسلمانوں سے کہیں بڑھ کر اپنے مذہب سے محبت رکھتی ہے اور حتی الوسع عمل بھی کرتی ہے۔ مذہب کی تبلیغ و اشاعت کے مدنظر عام مسلمانوں سے میل جول میں بھی کوئی عار نہیں سمجھتی البتہ موجودہ وقت میں عام مسلمانوں سے شادی بیاہ کرنا بھی پسند نہیں کرتے۔ نہ ہی مسلمان اس کو جائز سمجھتے ہیں۔ البتہ ۱۹۸۴ء کے آرڈیننس سے پہلے قادیانی مسلمان لڑکی کا رشتہ لینے کو جائز سمجھتے تھے مگر غیر قادیانیوں کو لڑکی دینے کی ممانعت تھی اس سلسلے میں مرزا بشیر الدین محمود خلیفہ دوم لکھتے ہیں کہ "حضرت مسیح موعود نے اس احمدی (قادیانی) پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا جو اپنی لڑکی غیر احمدی (قادیانی) کو دے۔ آپ سے ایک شخص نے بار بار پوچھا اور کئی قسم کی مجبوریوں کو پیش کیا لیکن آپ نے اس کو یہی فرمایا کہ لڑکی کو بٹھائے رکھو۔ لیکن غیر احمدیوں (قادیانیوں) میں نہ دو۔" (۳۵)

البتہ مسلمان لڑکی سے رشتہ کرنے کے بارے میں مرزا بشیر احمد لکھتے ہیں کہ "اگر کہو کہ ہم ان کی لڑکیاں

لینے کی اجازت یوں ہے تو میں ختاہوں نصاریٰ کی لڑکیاں لینے کی بھی اجازت ہے۔" (۳۱) یہ تو رہا شادی بیاہ کا مسئلہ۔ جہاں تک قادیانیوں کی تجہیز و تکفین کی صورت حال کا تعلق ہے یہ لوگ غیر قادیانیوں کی نماز جنازہ میں شامل نہیں ہوتے۔ اپنی میت کی نماز جنازہ ادا کرتے ہیں مگر اب مسلمان انہیں اپنے قبرستان میں مردے دفن کرنے کی اجازت نہیں دیتے۔ نہ ہی قادیانی اپنے قبرستانوں میں مسلمان میت کی تدفین کی اجازت دیتے ہیں۔ ربوہ کے مرکزی قبرستان میں جسے بہشتی مقبرہ کا نام دیا گیا ہے۔ قادیانی اپنے مردے امانتاً سپرد خاک کرتے ہیں۔ تاہم اس قبرستان میں صرف اس قادیانی کی میت سپرد خاک کی جاسکتی ہے جس نے زندگی بھر کے تمام چندے اور عطیات مرکزی بیت المال میں جمع کرائے ہوں۔ خلیفہ وقت اس سے کسی وجہ سے ناراض نہ ہو اور مرتے وقت اس نے اپنی کل جائیداد کے کم از کم دسویں حصے کو مرکزی بیت المال کے نام وصیت کردیا ہو۔

قادیانیوں کی عبادت گاہیں ۱۹۸۴ء کے آرڈیننس سے پہلے مسجد کہلاتی تھیں اور منبر و محراب و مینار وغیرہ میں بالکل مسلمانوں کی مساجد کے مشابہ تھیں۔ تاہم اب یہ مسجدیں بیت الحمد یا بیت الذکر کہلاتی ہیں اور رفتہ رفتہ ان کی شکل و صورت بھی یقیناً مساجد سے مختلف ہوجائے گی۔ دیگر تمام مذہبی رسوم بظاہر اسی طرح ادا کی جاتی ہیں جس طرح عام سنی مسلمان ادا کرتے ہیں۔ جماعت کا سالانہ اجتماع ہر سال ربوہ میں دسمبر کے مہینے میں منعقد ہوا کرتا تھا۔ جو آرڈیننس ۱۹۸۴ء کے بعد تاحال منعقد نہیں ہوا۔ البتہ اب متبادل اجتماع ہر سال لندن میں منعقد کیا جاتا ہے۔

حواشی و حوالہ جات

۱...... ۱۹۸۱ء سینسس رپورٹ آف پاکستان۔ پاپولیشن سینسس آرگنائزیشن گورنمنٹ آف پاکستان اسلام آباد۔ دسمبر ۱۹۸۴ء صفحہ نمبر ۶۸

۲...... یہ حلف نامہ خاص خاص مواقع پر مثلاً شناختی کارڈ۔ پاسپورٹ یا مردم شماری وغیرہ کے سلسلے میں پر کروایا جاتا ہے۔ نیز اہم حکومتی مناصب کا حلف اٹھاتے ہوئے بھی یہ حلف نامہ پڑھوایا جاتا ہے۔

۳...... اس کی وضاحت معتقدات کی ذیل میں کی جائے گی۔

۴...... سمیع الحق (مولانا)۔ قادیان سے اسرائیل تک۔ پشاور صفحہ نمبر ۲۶۔۲۷

۵...... ملت اسلامیہ کا موقف۔ اراکین قومی اسمبلی پاکستان صفحہ نمبر ۵۱۔۵۲

۶...... حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی۔ تحفہ قادیانیت۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان ۱۹۹۳ء صفحہ نمبر ۲۲۵ (مرزا طاہر کے جواب میں)

۷ ـــــ غلام احمد (مرزا) آئینہ کمالات اسلام۔ الشرکت الاسلامیہ لمیٹڈ ربوہ۔ ۱۹۵۹ء صفحہ نمبر ۵۶۴)

۸ ـــــ غلام احمد (مرزا) دافع البلاء صفحہ نمبر ۶ مندرجہ روحانی خزائن جلد نمبر ۱۸۔ صفحہ نمبر ۲۳۱

۹...... غلام احمد (مرزا)۔ سراج منیر۔ قادیان۔ مئی ۱۸۹۷ء صفحہ نمبر ۵۶

۱۰. غلام احمد (مرزا) توضیح المرام۔ قادیان۔ صفحہ نمبر ۲۲

۱۱...... یہ کلمات مرزا غلام احمد کی کتب تجلیات الہیہ۔ ضمیمہ براہین احمدیہ پنجم۔ حقیقت الوحی اور کشتی نوح میں ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں۔

۱۲...... غلام احمد (مرزا) تحفہ گولڑویہ ضیاء الاسلام قادیان۔ ۱۹۰۲ء۔ حاشیہ صفحہ نمبر ۱۹۵

۱۳ ـــــ غلام احمد (مرزا)۔ ایک غلطی کا ازالہ۔ الشرکتہ الاسلامیہ ربوہ (اشاعت اول قادیان ۱۹۰۱ء) صفحہ نمبر ۱۲)

۱۴ ـــــ غلام احمد (مرزا)۔ حقیقت الوحی (تتمہ) اشاعت اول قادیان ۱۹۳۴ء الشرکت الاسلامیہ ربوہ ۱۹۵۰ء صفحہ نمبر ۲۸

۱۵...... غلام احمد (مرزا) دافع البلاء۔ قادیان ۱۹۰۲ء صفحہ نمبر ۱۵

۱۶ ـــــ غلام احمد (مرزا) نزول المسیح (طبع اول ضیاء الاسلام قادیان) ۱۹۰۹ء حاشیہ صفحہ نمبر ۵

۱۷ ـــــ غلام احمد (مرزا)۔ حقیقت الوحی۔ ضیاء الاسلام ربوہ ۱۹۵۰ء صفحہ نمبر ۱۴۳۔

۱۸...... غلام احمد (مرزا) تحفہ گولڑویہ (محولہ بالا) حاشیہ نمبر ۲۶۔۲۷

۱۹...... بشیر الدین محمود (مرزا) انوار خلافت (مرتبہ منشی غلام نبی بلانوی) امرتسر ۱۹۱۶ء صفحہ نمبر ۹۳ ۹۴

۲۰ ـــــ ایضاً ـــــ صفحہ نمبر ۹۳

۲۱ ـــــ ٹریکٹ نمبر ۲۲ بعنوان "احراری علماء کی راست گوئی کا نمونہ" ناشر مہتمم نشر و اشاعت نظارت دعوت و تبلیغ صدر انجمن احمدیہ ربوہ۔

۲۲...... غلام احمد (مرزا)۔ انجام آتھم۔ قادیان۔ صفحہ نمبر ۵۵ ۵۶

۲۳...... غلام احمد (مرزا)۔ حقیقت الوحی۔ محولہ (بالا) صفحہ نمبر ۴۷

۲۴ ـــــ غلام احمد (مرزا) ازالہ اوہام۔ مطبوعہ کاشی رام پریس لاہور (طبع اول ۱۳۰۸ھ) صفحہ نمبر ۱۶۸)

۲۵...... بشیر الدین محمود (مرزا) کلمۃ الفصل۔ قادیان مارچ ۱۹۱۵ء صفحہ نمبر ۱۵۸

۲۶ ـــــ طارق محمود (صاحبزادہ)۔ قادیانیت کا سیاسی تجزیہ۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان۔ جلد اول صفحہ نمبر ۱۳۲

۲۷...... غلام احمد (مرزا) اربعین پنجم۔ قادیان۔ حاشیہ صفحہ نمبر ۵

۲۸ ـــــ مجلہ ریویو آف ریلیجنز (قادیان) جلد اول صفحہ نمبر ۱۲

۲۹ ـــــ اخبار الفضل (قادیان) جلد نمبر ۲۷۔ ۲ دسمبر ۱۹۳۹ء

۳۰...... محمود احمد (مرزا)۔ زندہ خدا کے زبردست نشان۔ قادیان ۱۹۱۷ء صفحہ نمبر ۷

۳۱ ـــــ اخبار الفضل (قادیان)۔ اپریل ۱۹۱۷ء

باقی صفحہ ۲۴ پر

مفتی محمد جمیل خان

حکومت کو مداخلت فی الدین کی اجازت نہیں دی جاسکتی

جب سے بے نظیر کی غیر شرعی حکومت قائم ہوئی ہے نبی اکرم ﷺ کی حدیث شریف کے مطابق ناکامی اور عدم فلاح ہمارا مقدر بنی ہوئی ہے اور اس کا مشاہدہ ہم کھلی آنکھوں سے کر رہے ہیں۔ جب سے یہ حکومت قائم ہوئی ہے پوری دنیا میں ہم سر اٹھانے کے قابل نہیں رہے۔ ہر مسئلے میں ہم پوری دنیا اور عالم اسلام کی حمایت سے محروم ہوگئے۔ ملک میں مہنگائی کا ایسا سیلاب آیا کہ انسان کو زندگی گزارنا دوبھر ہوگیا اور رہی سہی کسر موجودہ بجٹ نے پوری کردی اور عوام کے منہ سے آخری لقمہ تک چھین لیا گیا۔ دوسری طرف بے نظیر اور اس کے حواری جو اپنے آپ کو پاکستان پیپلز پارٹی کے نام سے موسوم کرتے ہیں' نے غیر شرعی اقدامات ایسے ایسے انداز میں شروع کئے جس سے پاکستان کے تشخص کو بدلنے کی ہر ممکن کوشش کی گئی۔ مسلمانوں کے اس اعلان کے بعد کہ اگر آٹھویں ترمیم کی آڑ میں اسلامی دفعات خصوصاً" قادیانیوں سے متعلق ترمیم اور امتناع قادیانیت آرڈیننس کو چھیڑنے کی کوشش کی گئی تو سخت مزاحمت کی جائے گی اور اسمبلی اور اسمبلی سے باہر تحریک چلائی جائے گی۔ یہ حربہ کامیاب نہیں ہوا اور قوم کی طرف سے مزاحمت کے آثار دیکھے تو حکومت کو مجبور ہو کر اعلان کرنا پڑا کہ اسلامی دفعات میں ترمیم نہیں کی جائے گی اس کے بعد فوری طور پر توہین رسالت کے قانون کو چھیڑا گیا اور سیالکوٹ کے جن دو جھگیوں کو توہین رسالت کے قانون کے تحت عدالت عالیہ نے سزائے موت سنائی تھی راتوں رات وی آئی پی طریقے سے فرار کرایا گیا اور غیر شرعی حکومت کی غیر شرعی سربراہ نے توہین رسالت قانون پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ انسانی حقوق کے خلاف ہے حکومت اس قانون میں تبدیلی کرے گی۔ اس غیر شرعی اعلان کو سنتے ہی پوری قوم سراپا احتجاج بن گئی۔ مظاہروں اور اجتماعات کے ذریعے اپنے جذبات کا اظہار کیا گیا اور پھر ایک دن پورے ملک میں ایسی ہڑتال کی گئی جس کی مثال پاکستان کی تاریخ پیش کرنے سے قاصر ہے۔ پوری دنیا نے مسلمانان پاکستان کی نبی اکرم ﷺ سے محبت و عقیدت کے جذبات کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا۔ ان جذبات کو دیکھ کر غیر شرعی حکومت کو گھٹنے ٹیکنے پڑے۔ پہلے مرحلے پر کہا کہ قانون میں ترمیم نہیں طریقہ کار میں تبدیلی کے خواہاں ہیں پاکستانی قوم نے حکومت کی مکاری اور عیاری کو محسوس کرکے اس فیصلہ کو بھی مسترد کردیا اور آخر کار حکومت کو اعلان کرنا پڑا کہ توہین رسالت کا قانون جوں کا توں رہے گا۔ اپنے منصوبے کو ناکام دیکھ کر حکومت کے کارپردازوں نے ایک خطرناک انداز میں وار کرنے کا ارادہ کیا اور ورلڈ کپ کے نام پر بے حیائی' فحاشی' عریانی اور مغربی ثقافت کا ایسا بے شرم مظاہرہ کیا کہ شریف النفس انسانوں کے سر شرم سے جھک گئے ٹی وی کھولنا دشوار ہوگیا جگہ جگہ ثقافتی شو اور عوامی میلے کے نام پر مرد و زن کا جو شتر بے مہار رقص و سرود پیش کیا گیا پاکستان کی تاریخ میں اس سے قبل ایسی بے شرمی کا مظاہرہ نہیں کیا گیا تھا۔ دن رات کے طوفان بدتمیزی نے قوم کو جھنجوڑ کر رکھ دیا پوری قوم بے غیرتی کے اس مظاہرے سے بلبلا اٹھی۔ دھمال پر جب عورتیں اور مرد ہو جمالو کے انداز میں وحشیوں کی طرح رقص کرتے تو قوم آنکھیں بند کرکے سوچتی کہ کاش زمین پھٹ جائے اور وہ اس میں دھنس جائے۔ اس بے شرمی پر پوری قوم سراپا احتجاج بن گئی۔ گلی کوچوں میں مظاہرے ہوئے ٹی وی اسٹیشنوں پر توڑ پھوڑ کی گئی آخر ایک حد تک اس میں کمی کی گئی لیکن اب تک فحاشی کے اس سیلاب کو کسی نہ کسی انداز میں پھیلانے کی سازشیں جاری ہیں اور ٹی وی دیکھنے والے بتاتے ہیں کہ اب پاکستان ٹی وی میں ایسی بے حیائی کے مناظر دکھائے جاتے ہیں کہ بہن بھائی یا ماں باپ اور اولاد ایک ساتھ بیٹھ کر ان پروگراموں کو نہیں دیکھ سکتے اور بدقسمتی یہ ہے کہ غیر شرعی حکومت کے وزیر اطلاعات اسمبلی میں نہایت ڈھٹائی اور بے غیرتی سے فرماتے ہیں کہ ہم نے ٹی وی والوں سے پوچھا ہے وہ کہتے ہیں کہ جو رقص و سرود وہ دکھا رہے ہیں اس کی اسلام میں اجازت ہے۔ لعنت ہے ایسی سوچ پر اور تف ہے اس بے غیرتی پر۔ مولانا فضل الرحمان نے وزیر اطلاعات کی اس بے غیرتی پر فوراً" نوٹس لیتے ہوئے چیلنج کیا کہ جمعیت علماء اسلام ہر پلیٹ فارم پر اس مسئلے میں حکومت کے ہر ذمہ دار اور ہر سرکاری کارندے سے اس موضوع پر مناظرہ کرنے کو تیار ہے۔ ٹی وی والے کون سے مستند عالم دین آگئے کہ ان کے قول کا اعتبار ہوگا بہرحال حکومت کا یہ غیر شرعی اقدام قوم کے لئے سوہان روح بنا ہوا تھا اور ہر

شخص اس پر معترض اور احتجاج کرتا نظر آتا تھا۔ غیر شرعی حکومت کی غیر شرعی کابینہ نے ایک اور ظالمانہ غیر شرعی تیر پھینکا اور اعلان کیا کہ عورت کی سزائے موت کا قانون منسوخ کیا جاتا ہے۔ کتنی عجیب بات ہے کہ ایک طرف تو کہا جاتا ہے کہ عورت اور مرد کو یکساں حقوق دیئے جائیں اور ان کے ساتھ برابری کا سلوک کیا جائے حالانکہ ان جاہلوں کے علم میں نہیں کہ اسلام نے تو عورت کو مرد سے زیادہ حقوق دیئے ہیں وہ عورت جو اسلام سے قبل بحیثیت ماں بھی تھی وراثت میں مال کی طرح تقسیم ہوتی تھی بحیثیت بیوی وہ لونڈی کی حیثیت سے زندگی گزارتی تھی اور اس کا کوئی حق شوہر پر نہیں تھا شوہر کے مرنے کے بعد لونڈی کی طرح وراثت میں تقسیم ہوجاتی تھی بحیثیت بیٹی وہ باعث شرم اور ننگ و عار تھی اور زندہ دفن ہوجانے کے لائق اور اگر بدقسمتی سے دفن ہونے سے بچ کر وہ بڑی ہوجاتی تو باپ اس کو دیکھ کر اپنے آپ کو ذلیل محسوس کرتا اور موقع مل جائے تو قتل کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتا تھا۔ لیکن جب محبوب رب العالمین ﷺ تشریف لائے تو فرمایا' ماں کے قدموں تلے جنت ہے' ماں کی خدمت کرکے جنت حاصل نہ کرنے والے بدنصیب ہیں۔ جس نے ماں کو ایذاء پہنچائی وہ جنت کی خوشبو سے محروم رہے گا۔ آپ ﷺ سے سوال کیا گیا کس کی خدمت کریں فرمایا ماں کی پھر یہی سوال ہوا فرمایا ماں کی پھر یہی سوال ہوا فرمایا ماں کی پھر چوتھی مرتبہ سوال ہوا تو فرمایا باپ کی گویا باپ کا رتبہ خدمت کے اعتبار سے ماں سے تین درجے کے بعد ہے۔ بیوی کے حقوق کے بارے میں فرمایا گیا کہ جس نے حق تلفی کی قیامت کے دن سوال ہوگا بیوی کو وراثت میں حق دار بنایا گیا۔ بیوی پر تہمت کو قابل تعزیر جرم قرار دیا گیا اور بیٹی' تو اس کی عزت اور حرمت کا کیا ٹھکانہ فرمایا رسول ﷺ نے جس نے دو بیٹیوں کی پرورش کی وہ جنت میں میرے ساتھ اس طرح قریب ہوگا جس طرح میری یہ دو انگلیاں۔

عورتوں کے حقوق کی باتیں کرنے والو کیا تم اس سے زیادہ عورتوں کو حق دے سکتے ہو ہرگز نہیں تم عورتوں کے حق کے نام پر عورتوں کو ننگا کرنا چاہتے ہو۔ عورتوں کو بازار اور اشتہار کی زینت بنانا چاہتے ہو عورتوں کے حقوق کے نام پر عورتوں پر مظالم کے پہاڑ توڑنا چاہتے ہوں۔ عورتوں کی سزائے موت منسوخ کرنے کا فیصلہ کرکے تم عورتوں کی حمایت حاصل کرنا چاہتے ہو تاکہ تمہاری عیاشی اور حکمرانی کے لئے وہ زینہ بن جائیں۔ تم اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر اللہ تعالیٰ سے زیادہ شفیق و مہربان نہیں اور نہ ہی اللہ تعالیٰ سے زیادہ عورتوں کو حقوق دے سکتے ہو یہ تمہارا فریب اور دھوکہ ہے عورتوں کو نچوا کر تم عورتوں کی عزت کی بات کرتے ہو۔ آج بازار عورتوں کی منڈی نہیں بنے ہوئے ہیں؟ آج جاگیرداروں کے یہاں عورتوں پر مظالم نہیں ہو رہے؟ آج غنڈے عورتوں کو سرعام بے عزت نہیں کرتے؟ آج دارالامان قحبہ خانے نہیں بنے ہوئے؟ آج تمہارے کلبوں اور ایوان صدر و گورنر ہاؤس میں عورتوں کو نچوایا نہیں جاتا؟ آج بازاروں میں نائیکہ معصوم بچیوں کی قیمت نہیں لگاتی؟ آج سرکاری عمال اور وزراء عیش و عشرت کے لئے شراب کے نشوں میں مست ہوکر عورت کی عصمت کی دھجیاں نہیں بکھیرتے؟ یہ عورتوں کے حقوق ہیں؟ یہ عورتوں کی عزت ہے؟ یہ عورتوں کا وقار ہے۔ عورت کو بے پردہ کرنا عورت کی عزت نہیں۔ عورت کے سر سے دوپٹہ اتارنا عورت کی عزت نہیں ثقافتی شو اور عوامی میلے میں عورتوں کو نچوانا عورتوں کی عزت نہیں۔ اشتہارات میں ماڈل بناکر عورتوں کو پیش کرنا عورت کی عزت نہیں۔ دفاتر میں مردوں کی حریص نگاہوں میں کام کروانا اور اس کی عزت کو خطرے میں ڈالنا عورت کی عزت نہیں۔

عورت کی عزت ہے اس کو تحفظ فراہم کرنا' اس کو گھر کی ملکہ بنانا' اس کو مردوں کی حریص نگاہوں سے بچانا' اس کے سر پر عزت و عصمت کا دوپٹہ اوڑھانا اس کو باعزت گھر فراہم کرنا اور اس کو جہیز کی لعنت سے بچانا' اس کو ساس اور نندوں کے طعنوں سے بچانا' ماں کو ماں کا مقام دینا بیوی کو باعزت مقام دلانا' بیٹی کو تحفظ فراہم کرنا اسلامی حقوق کی ادائیگی کا اہتمام کرانا' بازار کی زینت بننے سے بچانا' معاشی پریشانی کی شکل میں گھر بیٹھے معاش کا انتظام کرنا' بیواؤں کی شادی کا اہتمام کرانا' جاگیرداروں' ظالموں' وڈیروں' سرکاری عہدیداروں' پولیس' ڈاکوؤں' ارکان اسمبلی اور وزراء کی عیاشیوں سے بچانا۔

عورتوں کی سزائے موت کی منسوخی کے فیصلے سے عورتوں کی حمایت حاصل نہیں ہوگی کیونکہ یہ مداخلت فی الدین ہے یہ شرعی اقدامات میں دخل اندازی ہے اور مسلمان عورت کسی صورت میں شرعی احکام سے روگردانی برداشت نہیں کرسکتی وہ تو ضمیر کا بوجھ اپنے اوپر اٹھانے کے لئے تیار نہیں مسلمان عورت باعزت اور پاک باز ہوتی ہے اور اگر خدانخواستہ کوئی جرم اس سے صادر ہوجائے تو وہ قانون کا انتظار نہیں کرتی وہ رب کائنات کے حضور پاک و صاف ہوکر پیش ہونا چاہتی ہے اس کو ملکی اور دنیاوی قانون کا خوف نہیں اس کو آخرت کا خوف ہے۔

بے نظیر صاحبہ ایک طرف تو آپ کہتی ہیں کہ میرے والد نے غلطی کی کہ اسلام کے خلاف کام کیا اور مغرب کی تقلید میں بہت آگے بڑھ گئے اور دوسری طرف آپ خود بار بار اس غلطی کا ارتکاب کررہی ہیں آپ دنیا کو دھوکہ دینے کے لئے سر پر دوپٹہ اوڑھتی ہیں اور ہاتھ میں تسبیح تھامتی ہیں اور گھر گھستے ہی آپ پاکستانی قوم کو اسلام پسندی کو گالی دیتے ہوئے اور دوپٹے اور تسبیح کو نوچ پھینکتی ہیں یہ منافقت کب تک قوم سے چھپی رہے گی کھل کر سامنے آیئے آپ کے والد صاحب کم از کم منافق تو نہیں تھے آپ باتیں اسلام کی کرتی ہیں اور تمام کام

باقی صفحہ ۲۷ پر

گزشتہ سے پیوستہ

ابو القاسم مولانا رفیق دلاوری

مرزا غلام احمد قادیانی کی کہانی تاریخی حقائق کی زبانی

مرزا غلام احمد بحیثیت ملہم و صاحب کشف

جب مالیخولیا مراقی کا مرض مرزا صاحب کے دل و دماغ پر پوری طرح مسلط ہو چکا تو اسکے بعد ان پر بڑے زور و شور سے الہامی آندھیاں چلنے لگیں۔ چونکہ مرزا صاحب نے اپنے ملہم و مستجاب الدعوات ہونے کے متعلق بکثرت اشتہارات شائع کئے۔ ان کے تقدس و مشیت کی خبر اطراف و اکناف ملک میں پھیل گئی اور اہل حاجات نے دور دور سے قادیان کا رخ کیا۔ مرزا صاحب جس مقام پر بیٹھے بیٹھے یا لیٹ کر الہام سوچا کرتے تھے اس کو بیت الفکر کے نام سے موسوم فرمایا تھا۔ کیونکہ بیت الفکر عربی میں سوچنے کے مکان کو کہتے ہیں۔ یہ ایک بالا خانہ تھا جس میں ملہم صاحب عزلت گزین تھے۔ (البشریٰ' جلد اول' ص ۴۵) چونکہ الہامات کی آمد بہت تھی اور ان کا یاد رکھنا دشوار تھا۔ الہامی صاحب الہام کی غنودگی کے بعد اسے فوراً ضبط تحریر میں لے آتے۔ اوائل میں اپنی کسی عام کتاب میں نوٹ کر لیا کرتے تھے۔ پھر ایک بڑے سائز کی کاپی بنوائی۔ اس کے بعد ایک چھوٹے سائز کی مگر ضخیم نوٹ بک بنوائی۔ (سیرۃ المہدی' اول' ص ۱۵)

ایک ہندو لڑکا بحیثیت کاتب وحی

الہامی صاحب لکھتے ہیں کہ ان دنوں ایک پنڈت کا بیٹا شام لال نامی' ناگری اور فارسی دونوں میں لکھ سکتا تھا بطور روزنامہ نویس رکھا گیا اور بعض امور غیبیہ جو ظاہر ہوتے تھے اس کے ہاتھ سے ناگری اور فارسی خط میں قبل از وقوع لکھائے جاتے تھے۔ اور پھر شام لال مذکور کے اس پر دستخط کرائے جاتے تھے۔ (البشریٰ جلد اول حصہ دوم ص ۱۰) یہ لڑکا کئی سال تک الہامی صاحب کا روزنامچہ نویس رہا۔ اور جب شروع شروع میں وہ نوکر رکھا گیا تو اس وقت اس کی عمر صرف بارہ سال کی تھی۔ چنانچہ الہامی صاحب کے عم زاد بھائی مرزا امام الدین نے الہامی صاحب کے متعلق جو اعلان زیر عنوان "اشتہار صداقت اظہار" ۱۳ر اگست ۱۸۸۵ء کو شائع کیا اس میں یہ بھی لکھا تھا کہ "مرزا غلام احمد نے ایک ہندو لڑکے شام لال کو الہامات کا روزنامچہ نویس مقرر کر رکھا ہے۔ جب یہ لڑکا مرزا صاحب کے پاس ملازم ہوا تھا تو اس وقت اس کی عمر بارہ سال کی تھی اور پرلے درجے کا بے سمجھ اور سادہ لوح تھا بلکہ اس وقت بھی سو تک بمشکل شمار کر سکتا تھا۔ اگر کسی طالب حق کو الہامات کی تحقیق کے لئے قادیان آنے کا اتفاق ہو تو ایسے گواہوں کو بچشم خود دیکھنا چاہئے' تاکہ الہامات کی حقیقت روشنی میں آسکے۔" (تکذیب براہین' صفحہ ۳۲۸)

مرزا امام الدین کے بیان میں اس عقدہ کو حل نہیں کیا گیا کہ روزنامچہ نویسی کے لئے ایک ہندو اور وہ بھی نابالغ اور سادہ لوح لڑکا کیوں انتخاب کیا گیا؟ لیکن راقم کے خیال میں الہام نویس کا ہندو ہونا اس مصلحت پر مبنی تھا کہ قادیان کے ہندو اس کی شہادت کے بھروسہ پر مرزا صاحب کے الہاموں پر بسہولت ایمان لا سکیں۔ اور نابالغ اور سادہ لوح اس لئے انتخاب کیا گیا کہ الہامی صاحب کے ہاتھ میں موم کی ناک بن کر رہے۔ اس سے ہر قسم کی شہادت دلا سکیں اور وہ حالات مقتضیات کے ماتحت الہامی عبارتوں میں ترمیم و تبدیل کرنے کے لئے الہامی صاحب کے اشاروں پر چلے۔ اور اس کی طرف سے کسی مخالفانہ افشائے راز کا خدشہ نہ ہو۔

لنگر کا اجراء

تھوڑے دن کے بعد لالہ شرمپت رائے اور لالہ ملاوامل نام قادیان کے دو ہندوؤں سے مرزا صاحب کے خاص دوستانہ روابط قائم ہو گئے۔ اب یہ الہامی صاحب کے مشیر خاص اور رات دن کے حاشیہ نشین تھے۔ مرزا صاحب نے دل میں یہ منصوبہ ٹھہرا رکھا تھا کہ بوقت ضرورت ان سے اپنے الہاموں کی شہادت دلائی جائے گی۔ یہ معلوم نہیں کہ انہوں نے بھی اس قسم کا کوئی قول و قرار کیا تھا یا نہیں تاہم مرزا صاحب ان کی خوشنودی خاطر کا ایسا ہی خیال رکھتے تھے جس طرح مقدمہ باز لوگ اپنے گواہان مقدمہ کی خاطر مدارت ملحوظ رکھتے ہیں۔ شام لال روزنامچہ نویس جس قدر الہام ضبط تحریر میں لاتا تھا مرزا صاحب ان پر اس سے دستخط کرا لیتے تھے۔ اب معتقدین کا بھی جمگھٹا ہونے لگا۔ خوشامدی مفت خورے' قورمہ پلاؤ اڑانے والے ہاں میں ہاں ملانے والے بھی ہر طرف سے امنڈ آئے۔ لنگر جاری کر دیا گیا تاکہ ایا گیا ہر ایک شخص الہامی صاحب کے مطبخ سے کھانا کھا کر جائے اور شہرت و نمود کا باعث ہو۔ اب لوگوں کا تانتا بندھا ہے۔ کوئی فاقہ کش لنگر جاری ہونے کی خبر سن کر آ رہا ہے۔ کسی حاجت مند نے دعا کے لئے قادیان کا رخ کیا ہے۔ مرزا صاحب نیم حکیم بھی تھے اس لئے

بعض لوگ دواؤں کے لئے بھی رجوع کرتے تھے۔ چونکہ مستجاب الدعوات ہونے کے اشتہاروں نے اور اس سے پیشتر لاہور کے مناظروں اور اشتہار بازیوں نے بام شہرت پر پہنچایا تھا اس لئے نذر و نیاز اور چڑھاووں کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا۔ رجوعات و فتوحات کا شجر آرزو بار ہونے لگا۔ اور تمناؤں کی کشت زار لہلہاتی نظر آئی۔ اب لوگوں نے بیعت کی درخواستیں کیں۔ مرزا جی ہر ایک کو یہی جواب دیتے تھے کہ ابھی ہم کو کسی سے بیعت لینے کا حکم نہیں ہوا۔ اس وقت تک صبر کرو جب تک اس بارہ میں حکم الٰہی نہ آئے۔ (چودھویں صدی کا مسیح' ص ۴۲ '۴۳)

مرزائی الہامات کے مصدر و مآخذ

چونکہ اب مرزا صاحب نے باقاعدہ تقدس کی دکان کھول لی تھی اور نہ صرف مالیخولیا مراق کے دورہ کے اثناء میں الہامات کی بکثرت آمد تھی بلکہ حسب ضرورت صحت حواس کے وقت بھی الہام تراشتے رہتے تھے اس لئے ممکن نہ تھا کہ الہامی صاحب اس "ذات شریف اور اس کی ذریات کی نظر التفات سے محروم رہتے۔ جو جنت سے آدم علیہ السلام کے اخراج کا ذریعہ ثابت ہوئی تھی۔ میں اپنی کتاب "معیار الحق" میں نہایت شرح و بسط سے شیطانی وحی و الہام پر تبصرہ کر آیا ہوں۔ وہاں یہ بھی واضح طور پر بتایا ہے کہ شیاطین کیا کیا شکلیں اختیار کرکے اہل تصوف کو چکمہ دیتے اور کیسے کیسے سنہری روپہلی جال بچھا کر اہل ایمان کو راہ حق سے پھیرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مرزا صاحب کے بیانات سے ثابت ہوتا ہے کہ جنود ابلیس مرزا صاحب پر بھی انہی شکلوں میں ظاہر ہوا کرتے تھے۔ اور القاء و الہام کرکے شریعت حقہ کی متابعت سے منحرف کرتے رہتے تھے۔ اور بیچارے مرزا صاحب اس یقین و وثوق کے ساتھ کہ وہ رب السموات والارض اور اس کے ملائکہ مقربین کو دیکھتے اور ان سے ہمکلام ہوتے ہیں کٹ پتلی کی طرح ان کے اشاروں پر رقص کیا کرتے تھے۔

رب العالمین اور ملائکہ کے عیانا دیکھنے کا دعویٰ

یہ امر مسلم ہے کہ کوئی بشر دار دنیا میں اپنی سر کی آنکھوں سے رب العالمین کی رویت کی تاب نہیں لاسکتا۔ چنانچہ جب حضرت موسیٰ کلیم علیہ الصلوۃ والسلام طالب دیدار ہوئے تو دیدار رب العالمین عزاسمہ' نے فرمایا تھا کہ تم مجھ ہرگز نہ دیکھ سکو گے۔ اس کے بعد موسیٰ علیہ السلام کا کمال اشتیاق دیکھ کر فرمایا کہ تم اس پہاڑ کی طرف دیکھتے رہو۔ اگر وہ بحال و برقرار رہا تو سمجھ لینا کہ میں بھی رویت خداوندی کی تاب لاسکوں گا۔ اللہ العالمین نے پہاڑ پر ایک تجلی فرمائی۔ پہاڑ کے پرخچے اڑ گئے۔ اور جناب موسیٰ علیہ السلام غش کھا کر گر پڑے۔ بہرحال کوئی بشر دار دنیا میں رب العالمین کو عیاناً" نہیں دیکھ سکتا۔ البتہ دار آخرت میں اہل جنت کو ایسی آنکھیں عطا فرمائی جائیں گی جو خدائے برتر کو بلاکیف و بلاجہت دیکھ سکیں گی۔ اور یہ جو بعض جاہل صوفی کہا کرتے ہیں کہ ہم خدا کو ظاہری آنکھوں سے دیکھتے ہیں تو وہ دراصل شیطان کو دیکھا کرتے ہیں اور جیسا کہ گمراہ کرنے کے لئے ابلیس کا ہمیشہ سے معمول چلا آیا ہے کبھی کبھی حضرت مرزا صاحب کو بھی اپنا روشن اور نورانی چہرہ دکھایا کرتا تھا اور یہ بیچارے اس کو (معاذ اللہ) رب العالمین یقین کرتے تھے۔ چنانچہ قادیانی صاحب کتاب "ضرورۃ الامام" میں لکھتے ہیں: "امام الزمان کا ایسا الہام نہیں ہوتا کہ جیسے ایک کلوخ پھینک جائے اور بھاگ جائے اور معلوم نہ ہو کہ وہ کون تھا اور کہاں گیا بلکہ خدائے تعالیٰ ان سے بہت قریب ہو جاتا ہے اور کسی قدر پردہ اپنے پاک اور روشن چہرہ پر سے جو نور محض ہے اتار دیتا ہے اور یہ کیفیت دوسروں کو میسر نہیں آتی۔" (ضرورۃ الامام' مولفہ مرزا غلام احمد صاحب' ص ۱۳) ایک مرتبہ مرزا صاحب نے اپنے ایک حواری مولوی شیر علی سے بیان کیا کہ میں لدھیانہ میں چہل قدمی کے لے جا رہا تھا۔ ایک انگریز میں طرف آکر کہنے لگا "میں نے سنا ہے کہ خدا آپ کے ساتھ کلام کرتا ہے۔ میں نے کہا ہاں۔ انگریز نے کہا کس طرح کلام کرتا ہے؟ میں نے کہا اسی طرح جس طرح آپ میرے سے ساتھ ہم کلام ہیں۔" سیرۃ المہدی' جلد ۲' ص ۲) مرزا صاحب کے ان بیانات سے ثابت ہوا کہ واقعہ معلم الملکوت مرزا صاحب کے قریب ہو کر انہیں جمال جہاں آرا دکھایا کرتا تھا۔ چنانچہ اسی ملاقات کے دوران میں ایک مرتبہ مرزا صاحب نے ابلیس سے جسے (معاذ اللہ) خدا سمجھے بیٹھے تھے خیریت مزاج بھی پوچھی۔ اس نے جواباً" یہ انگریزی میں الہام کیا۔ "لیس آئی ایم ہپی"۔ (براہین' ص ۴۸۳)۔ (ہاں میں خوش ہوں)۔

خدائے بیچون کے عیانا" دیکھنے کا تخیل کہاں سے اڑایا

یہاں یہ جتلا دینا بھی مناسب ہے کہ الہامی صاحب نے خدائے بیچون کے عیانا" دیکھنے کا تخیل بھی سید محمد جونپوری مدعی مہدویت کے پیروؤں سے چرایا تھا۔ چنانچہ مولانا زمان خاں مرحوم نے "ہدیہ مہدویہ" میں سید محمد جونپوری کے جو تمیں احکام تکلمات نقل کئے ہیں ان میں ایک حکم "وقوع دیدار خدا کو دنیا میں جائز اور ممکن سمجھنا" بھی داخل ہے۔ چنانچہ قارئین کرام کی بصیرت افروزی کے لئے احکام تکلمات میں چند وہ احکام نقل کئے جاتے ہیں۔ جن میں مرزا صاحب نے فرقہ مہدویہ کی خوشہ چینی کی ہے چنانچہ میراں جی مہدوہ رقم طراز ہے۔" برجملہ مصدقان مہدی (سید محمد جونپوری) علیہ السلام واضح دلائل باد کہ حاصل احکام تکلمات مہدی علیہ السلام مجموع سی حکم اند بعضے ازاں فرائض اعتقادی و بعضے فرائض عملی اند۔ اما احکام فرائض اعتقادی کہ ہر مصدق را بران اعتقاد داشتن فرض است و بجز اعتقاد

براں چارہ نیست بست عدد بدیں تفصیل۔

۱ منکر مہدی (سید محمد جونپوری) علیہ السلام را کافر دانستن۔

۲ تمام احکام مہدی ثابت بامراللہ دانستن۔

۳ منکر یک حرف را از بیان مہدی عنداللہ ماخوذ دانستن۔

۴ صحت حدیث نبوی بر موافقت کتاب خدا و بیان مہدی دانستن۔

۵ حکم مجتہدان و مفسران و جز آن مخالف بیان مہدی علیہ السلام نا صحیح دانستن۔

۶ تقید عمل بر مذاہب آئمہ اربعہ ناروا دانستن۔

۷ وقوع دیدار خدا در دنیا جائز و ممکن دانستن۔

(ہدیہ مہدویہ' ص ۳۰۸۔۳۰۹)

پنڈت لیکھرام نے ناطقہ بند کر دیا

مرزا صاحب کو فرشتوں کی دید کا بھی دعویٰ تھا۔ چنانچہ "آئینہ کمالات" میں لکھا کہ مجھے قسم ہے اس ذات کی کہ بارہا عالم کشف میں میں نے ملائک کو دیکھا ہے۔ ان سے بعض علوم اخذ کئے ہیں اور ان سے گزشتہ یا آنے والی خبریں معلوم کی ہیں جو مطابق واقعہ تھیں۔ (آئینہ کمالات' ص ۱۸۲۔ ۱۸۳) لیکن معلوم ہوا کہ یہاں بھی بیچارے مرزا صاحب غلط فہمی میں مبتلا رہے۔ جن لوگوں سے انہوں نے علوم حاصل کئے اور غیب کی خبریں معلوم کیں وہ ملائکہ نہیں بلکہ شیاطین تھے۔ اور اگر ملائکہ ہوتے تو ان کی بتائی ہوئی خبریں کبھی جھوٹی نہ نکلتیں۔ موقع کی رعایت سے یہاں فرشتوں کی قادیانی دید کے متعلق ایک دلچسپ واقعہ نقل کیا جاتا ہے۔ پنڈت لیکھرام جی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں قادیاں میں مرزا صاحب کے مکان پر بیٹھا تھا۔ چند معزز آریہ اور مسلمان بھی تشریف فرما تھے۔ مرزا صاحب اپنی کرامات کی شیخی بگھارنے لگے۔ دوران گفتگو میں فرمایا کہ مجھے فرشتے دکھائی دیتے ہیں۔ "میں نے کہا کیا سچ کہتے ہو؟ کہا ہاں۔ میں نے ایک کاغذ پر لفظ اوم لکھ کر اپنے ہاتھ میں رکھ لیا اور ازراہ مہربانی اپنے فرشتوں سے پوچھ کر بتلایئے کہ میں نے کون سا لفظ لکھا ہے؟ مرزا صاحب تھوڑی دیر تک کچھ منہ میں گنگناتے رہے۔ اس کے بعد کہنے لگے کہ اس طرح نہیں کسی اور جگہ رکھو۔ میں نے کاغذ اپنی جیب میں رکھ لیا اور کہا بتایئے کیا لکھا ہے؟ تھوڑی دیر تک اپنے من گھڑت فرشتوں سے پوچھتے رہے مگر کچھ بتلا نہ سکے۔ آخر شرمندہ ہو کر خاموش ہو گئے۔ اس واقعہ کے دس بارہ آدمی گواہ ہیں۔ (تکذیب براہین' ص ۱۹۷)

پنڈت دیانند کو قادیان کی دعوت اسلام اور اس کی حقیقت

مرزا صاحب نے براہین احمدیہ میں لکھا کہ "اس احقر نے پنڈت دیانند آریوں کے سرگروہ کو ان کی وفات سے ایک مدت پہلے راہ راست کی طرف دعوت کی اور آخرت کی رسوائی یاد دلائی اور ان کے مذہب اور اعتقاد کا سراسر باطل ہونا براہین تدعیہ سے ان پر ظاہر کیا اور نہایت عمدہ اور کامل دلائل سے باوجب تمام ان پر ثابت کیا گیا کہ ویدوں کے بعد تمام دنیا میں آریوں سے بدتر اور کوئی مذہب نہیں۔ (تکذیب براہین' ص ۲۶۳) پہلی چٹھی کے بعد دو دفعہ بذریعہ خط رجسٹری شدہ حقیقت دین اسلام سے بدلائل واضح ان کو متنبہ کیا گیا اور لکھا گیا کہ اگر کسی کے ثبوت میں شک ہو تو اسی جگہ قادیاں آ کر اپنی تسلی کر لینی چاہئے۔ اور یہ پنڈت صاحب کو لکھا گیا کہ آپ کی آمد و رفت کا معمولی خرچ اور نیز واجبی خرچ خوراک ہمارے ذمہ رہے گا اور خط ان کے بعض آریوں کو بھی دکھلایا گیا اور دونوں رجسٹریوں کی ان کی دستخطی رسید بھی آ گئی۔ پر انہوں نے حب دنیا اور ناموس دنیوی کے باعث اس طرف ذرا بھی توجہ نہ کی۔ آخر بصد حسرت اس کو چھوڑ کر اس دارالفنا سے کوچ کر گئے۔ (تکذیب براہین' ص ۲۷۱)

پنڈت دیانند جی کے مقابلہ سے فرار

پنڈت لیکھرام نے اس کے جواب میں لکھا کہ مرزا صاحب ان کے مقابلہ میں دم دباتے رہے اور روبرو آنے سے برقع میں منہ چھپائے رکھا اور اب ان کے مرنے کے بعد باتیں بناتے ہیں۔ (ایضاً" ص ۲۶۳) مرزا صاحب پنڈت جی کے مقابلہ میں سے اسی طرح منہ چھپاتے رہے جیسے آفتاب سے چمگادڑ۔ اور یہ حال آج تک ہے کہ مقابلہ میں نہیں آتے (ایضاً" ۲۷۰) ہم قادیاں میں بھی گئے مگر آپ نے کسی طرح تسلی نہ کی اور نہ کوئی معجزہ دکھلایا۔ ظاہر ہے کہ جب پنڈت (دیانند) صاحب کے ایک شاگرد سے بھی عہدہ برآ نہ ہو سکے تو ان کو دعوت دینی ایک جھوٹی شیخی تھی۔ (ایضاً" ص ۲۷۲) مرزا صاحب سے جہاں تک ممکن ہوا اس کا موقع نہ دیا کہ سوامی دیانند جی سے مڈبھیڑ ہو جائے۔ وہ گورداسپور گئے اور بہت دن تک وہاں ٹھہرے رہے اور مناظرے کئے۔ قادیاں سے

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
شاپ نمبر ایف - ۹۱ - صرافہ
میٹھادر کراچی فون ۲۰۵۵۷۰۔ —

متعدد آدمیوں نے گورداسپور جا کر ان سے ملاقاتیں کیں لیکن مرزا صاحب چار آنہ یکہ کا کرایہ دے کر نہ گئے اس کے بعد سوامی دیانند جی امرتسر آئے اور مرزا صاحب کو ان کے دعوتی خطوط کے جواب میں کہلا بھیجا کہ خدا کے واسطے آیئے اور گفتگو فرمایئے۔ اگر حق سمجھئے تو مانیئے۔ ورنہ کوئی جبر نہیں ہے۔ مگر ایک دفعہ ضرور تشریف لایئے۔ اس پیغام کے پہنچتے ہی مرزا صاحب کے جسم پر لرزہ طاری ہو گیا۔ سب الہام بھول گئے۔ اور حالت نزع طاری ہو گئی۔ نہ قادیاں سے باہر نکلے اور نہ مقابلہ کی جرات ہوئی۔ (تکذیب براہین، ص ۱۳۶۔۱۳۷) مرزا صاحب نے یہ بھی لکھا تھا کہ پنڈت دیانند کے سفر آخرت کی خبر بھی جو اس کو ۳۰ اکتوبر ۱۸۸۳ء کے دن پیش آیا" قریبا" تین مہینے پہلے خداوند کریم نے اس عاجز کو دی تھی۔ چنانچہ یہ خبر بعض آریہ کو بھی بتلائی گئی تھی۔ افسوس کہ پنڈت صاحب کو خدا نے ایسا موقع ہدایت پانے کا دیا کہ اس عاجز کو ان کے زمانہ میں پیدا کیا مگر وہ باوصف ہر طور کے اعلام کے ہدایت پانے سے بے نصیب گئے۔ ایک بندہ خدا نے بارہا ان کو بھلائی کے لئے اپنی طرف بلایا مگر انہوں نے اس طرف قدم بھی نہ اٹھایا۔ حالانکہ اس عاجز کے دس ہزار روپیہ کے اشتہار کے اول نشانہ وہی تھے اور اسی وجہ سے ایک مرتبہ رسالہ "برادر ہند" میں بھی ان کے لئے اعلان چھپوایا گیا مگر ان کی طرف سے کبھی صدا نہ اٹھی۔ یہاں تک کہ خاک میں یا راکھ میں جا ملے۔" (ایضا" ص ۲۷۳۔۲۷۴)

پنڈت لیکھرام کا تبصرہ

اس کے جواب میں پنڈت لیکھرام نے لکھا کہ اگر ان کی وفات کی خبر خداوند کریم نے تین مہینے پہلے ہی دے دی تھی تو مرزا صاحب نے تین مہینہ کے اندر اس کا اعلان کیوں نہ کیا؟ کیوں عام منادی نہ کرائی تاکہ ہزاروں آدمی آپ کی صداقت پر ایمان لاتے اور آریہ دھرم کو چھوڑ کر مرزائی ہو جاتے۔ ان کی وفات کے بعد ۱۸۸۴ء میں آپ کیوں یہ چالاکی کرنے لگے؟ ان کی وفات سے پہلے ہی لاہور یا امرتسر کی آریہ سماج کے نام کیوں خط نہ لکھا؟ اور کیوں ۱۸۸۴ء میں اس آریہ کا نام نہ شائع کیا جس کو آپ نے یہ خبر دی تھی؟ اور اس بارہ میں سوامی دیانند جی کے نام رجسٹری شدہ چٹھی کیوں نہ بھیجی؟ چونکہ آپ نے ان امور میں سے کوئی کام بھی نہیں کیا اس لئے ہمیں کہنا پڑا کہ مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید۔ بر کلہ خود باید زد۔ (ایضا"، ص ۲۷۴) رسالہ "برادر ہند" سوامی جی کے مطالعہ میں نہیں آتا تھا کیونکہ وہ اردو فارسی نہیں جانتے تھے۔ اور پنڈت شو نرائن ایڈیٹر برادر ہند سنسکرت نہیں جانتے۔ پس وہ اشتہار بے سود تھا۔ ہاں اگر کلکتہ کے اخبار بھارت متر یا کسی اور ناگری اخبار میں شائع کراتے تو بھی ایک بات تھی۔ اور تعجب یہ ہے کہ جس طرح آپ کو خدا اعرابی میں الہام کرتا تھا سنسکرت میں کیوں نہ کیا۔ تاکہ سوامی جی سے سنسکرت میں مباحثہ کر کے فتح یاب ہوتے پس ہم مرزا صاحب کے دعوی کو "اپریل فول" سے زیادہ وقعت نہیں دے سکتے۔ (ایضا"، ص ۲۷۶) خاکسار راقم الحروف کے نزدیک "تکذیب براہین" مولفہ پنڈت لیکھرام کا یہ بیان بے مبالغہ صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ مرزا غلام احمد صاحب کی درخواست کے بموجب حکیم نور الدین نے "تکذیب براہین" کے جواب میں "تائید براہین" نامی جو ایک کتاب لکھی اس میں پنڈت لیکھرام کے اس بیان کی کوئی تردید نہیں پائی جاتی۔ اس سے قطع نظر "تکذیب براہین" کی اشاعت کے بعد خود مرزا صاحب نے کم از کم اسی کتابیں اپنے پروپیگنڈا میں لکھیں لیکن کسی میں انہیں اس بیان کے ابطال کی جرات نہ ہوئی۔ پس کوئی وجہ نہیں کہ اس بیان کو غیر صحیح یا مبالغہ میز تصور کیا جائے۔ غرض جن ایام میں پنڈت دیانند جی، سرتی پنجاب کا دورہ کر کے علماء اسلام اور پرانے خیال کے پنڈتوں کے مقابلہ میں ھل من مبارز (کوئی مقابلہ کرنے والا ہے؟) کے نعرے لگا رہے تھے مرزا صاحب قادیاں ہی میں سہمے بیٹھے رہے۔ اور اتنی ہمت نہ ہوئی کہ مولانا احسن پتاروی اور مولانا محمد قاسم چنوتوی اور دوسرے حاملان شریعت کی طرح پنڈت جی کی فتنہ انگیزیوں کا مقابلہ کر کے اسلام کی طرف سے حفظ و دفاع کی کوئی خدمت انجام دیں۔ مرزا صاحب دو ایک دعوتی رقعے بھیج کر ہی سمجھ بیٹھے کہ ان کی مجددیت کا فرض منصبی ادا ہو گیا۔ حالانکہ ان پر لازم تھا کہ پنڈت جی کا تعاقب کر کے ان کے سامنے اسلام کی حقانیت کے دلائل پیش کرتے اور ان کو مسلمان نہیں تو کم از کم بھگا کر اور منہزم کر کے واپس کرتے۔ اصل میں مرزا صاحب کو اپنے من گھڑت معجزے کی لمبی چوڑی فہرستیں تیار کرنے اور ان پر شیخی بگھارنے کے لئے سخن تراشی اور فسانہ طرازی کی ضرورت تھی۔ اس لئے یہ قصہ بھی وضع کر لیا گیا۔ ورنہ وہ خوب جانتے تھے کہ اس بیان کی تہ میں کس قدر رسوائی ننگ و عار اور بیچارگی پنہاں ہے۔

بقیہ: قادیانی مذہب

۳۲۔ ــــ ایضا ــــ تقریر خلیفہ محمود احمد ۱۴ فروری ۱۹۲۲ء

۳۳۔ روزنامہ جنگ راولپنڈی۔ جلد ۷۔ شمارہ نمبر ۳۰۹ ۱۴ اگست ۱۹۶۵ء

۳۴۔ اخبار الفضل ربوہ ۳ اگست ۱۹۴۸ء

۳۵۔ ــــ بشیر الدین محمود (مرزا)۔ انوار خلافت (محولہ بالا) صفحہ نمبر ۹۴

۳۶۔ ــــ مجلہ ریویو آف ریلیجنز (کلمۃ الفصل) جلد نمبر ۱۴۔ شمارہ نمبر ۳۔ ۴ قادیان مارچ۔ اپریل ۱۹۱۵ء صفحہ نمبر ۱۴۹

بقیہ: مداخلت فی الدین

اسلام کے خلاف کرکے آپ کس کا امتحان لینا چاہتی ہیں۔ پاکستان میں کسی صورت میں مداخلت فی الدین کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ پہلے بھی آپ نے اپنے فیصلے واپس لئے اور اور آئندہ بھی آپ کو اسلام کے خلاف فیصلے واپس لینے پڑیں گے لیکن آپ کی ان حرکتوں سے آپ کی منافقت کا پردہ چاک ہوتا رہے گا اور قوم آپ کو اچھی طرح پہچان جائے گی پھر آپ کا اقتدار کسی صورت میں محفوظ نہیں رہے گا۔

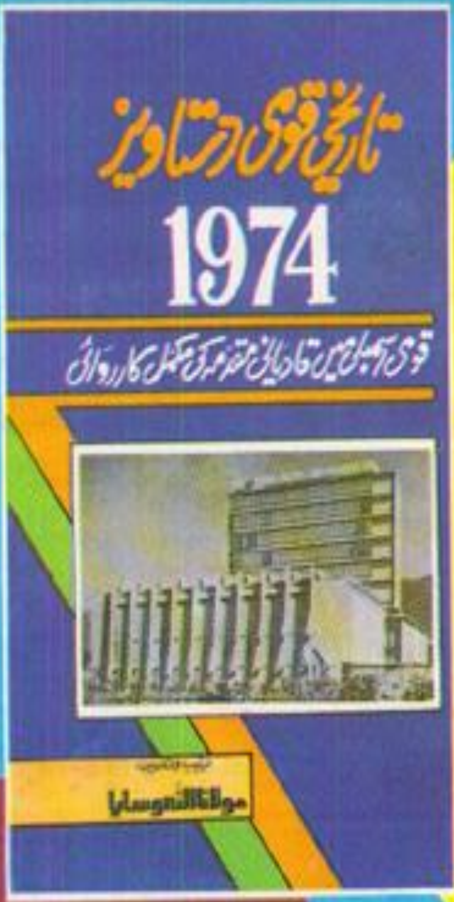

قومی تاریخی دستاویز ۱۹۷۴

قومی اسمبلی میں قادیانی مقدمہ کی مکمل کارروائی

ترتیب و تدوین:

شاہینِ ختمِ نبوت **مولانا اللہ وسایا**

- قومی اسمبلی کے تاریخی سیشن میں مرزا ناصر قادیانی اور صدرالدین لاہوری کے بیانات
- مفکرِ اسلام مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ کی جناب یحییٰ بختیار اٹارنی جنرل آف پاکستان کی وساطت سے تاریخی جرح
- مجاہدِ اسلام مولانا غلام غوث ہزاروی، مولانا شاہ احمد نورانی، شیخ الحدیث مولانا عبدالحق، مولانا عبدالحکیم پروفیسر غفور احمد، مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری، مولانا ظفر احمد انصاری، چوہدری ظہور الٰہی اور دیگر اراکینِ اسمبلی کے مدلل سوالات
- قائدِ ایوان ذوالفقار علی بھٹو، وزیرِ قانون عبدالحفیظ پیرزادہ اور دیگر اراکین اسمبلی کے بیانات

کتاب کا مطالعہ آپ کو اسمبلی کے خصوصی سیشن میں پہنچا دے گا

رعایتی قیمت مجلد ۱۰۰ روپے	صفحات ۳۸۴	عمدہ کاغذ و طباعت

ناشر: **عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت**

حضوری باغ روڈ ملتان فون ۵۱۴۱۲۲

دفتر ختم نبوت پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی فون ۷۸۰۳۳۷